

# تیسرے کی تلاش



اشتیاق احمد



شرح اللغات عام لے کر جو بڑا امیر بانی اور تبارت رحم کرنے والا ہے

نارل نمبر 705

ایک حیرت انگیز

اور سسپینس فلم ناول

# تیسرے کی تلاش

اشتقاق احمد

تیس کے لیے S31XY<sup>2</sup>  
نیا ادب

حیرت، تجسس اور سرائر مانی کے انوکھے انداز

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس ناول کے نام، واقعات اور کردار سب فرضی ہیں

کسی قسم کی مماثلت کے لیے ادارہ یا مصنف اور ادارت ہوں کے

تیسرے باب تیس

نام ناول.....

ناشر..... اشتیاق احمد

محمد سعید خاں

محمد یار سیکر

کمپوزنگ..... دانیال کیچ لڑ بھگ

قیمت..... 180 روپے

گچ گھر پر سے بھیج کر انداز بک اسلام آباد سے شائع کیا

9712 خیر آباد، ساخو ولسوالی، لاہور

فون 7112989-7246356

سب انسٹانڈرڈ پرائمری اسکول، جھنگ صدر

فون 614295-613295

اسٹاکس ریلی مٹل نیوز ایجنسی، پتال، لاہور

محبوب بک اسلام آباد بازار لاہور

انداز

بک

ڈپو

## حدیث نبوی ﷺ

very good!

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ منافق اقیب (غیب کے خزانے) پانچ ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہوگا۔ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ ارحام میں کیا ہے (نر ہے یا مادہ، سیاہ ہے یا سفید وغیرہ) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی۔ کسی جاندار کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں مرے گا۔ اور اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ قیامت کب آئے گی۔

(صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۶۸۱)

بک پبلشنگ لائبریری

لاہور۔ فون 844854

دوباتوں سے پہلے

حضرت امام ابوحنیفہؒ کو قلیذہ منسور کی طرف سے پیغام ملا کہ میرے پاس آئیں۔ آپ ان کے پاس گئے۔ اس نے بہت عزت اور احترام سے ٹھایا پھر بولے:

آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

امام صاحب نے فوراً جواب دیا۔

"میں اس عہدے کے قابل نہیں ہوں۔"

خلیقہ کا مذہب کیا۔ اس نے یہ کوشش کی ہادی۔ آپ کو جانتا  
اور عہدے کی خوش کش کرتا۔ لیکن آپ ہر بار انکار کر دیتے۔ ایک بار وہ  
ملا اٹھا اور یوں اٹھا:

”امام صاحب آفر کیا بات ہے، آپ یہ عہدہ کیوں قبول نہیں

الہم صاحب نے جواب دیا:

”فہم کہہ چکا ہوں! میں اس عہدے کے قابل نہیں ہوں۔“

خلیفہ پہلے ہی ہذا جتنا ہوا تھا، غصہ کر رہا تھا:

آپ بھوت کیجئے ہیں..... آپ ہی اس عہدے کے حامی

۱۰۰

اس کا جملہ سن کر امام صاحب قس ویسے اور بولے۔  
 "یہ فیصلہ تو آپ نے خود فرما دیا کہ میں اس سہ سے کسے کاٹل

نہیں ہوں۔"

غلیظہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”کے“

”وہ کیسے؟“  
 ”ابھی آپ نے فرمایا ہے، میں بیوٹ کہتا ہوں... مگر  
 میں جھوٹا ہوں، ایک جھوٹا آدمی بھلا چیف جسٹس کے عہدے کے قابل  
 ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں...“

خلیفہ جواب ہو گیا اور کچھ جواب نہ سوچا۔۔۔

”اگر آپ عہدہ قبول نہیں کریں گے تو ٹیلی جانا ہوگا۔“

آپ نے اس پر بھی اظہار کیا کیا... اور فرمایا۔

”مجھے فصلی آب کی مرضی ہے کرنے چاہیں گے اور یہ ہو سکیں

”جہ پھر نہیں جاہ محکوم کر لیں۔“

"نہکے... ذیل چلے جاتے ہیں۔"

کے جیلر بھیج دیا گیا... کہا جاتا ہے کہ آپ ٹیل سے

سید احمد علی (3) (3) (3) (3)



ہر کہانی کی بہت تعریف ہوتی ہے... جس ادارے کو میں اپنا ناول دینے جا رہا ہوں... خود ان کا بھی ایک ماہانہ رسالہ شائع ہوتا ہے اور ان کے رسالے میں بھی میری چند رو کہانیاں چھپ چکی ہیں... لہذا وہ مجھے ضرور خوش آمد یہ کہیں گے۔"

"خیر! میں مان لیتی ہوں... وہ ناول لے لیں گے... جنہیں ایک آدھ ہزار روپے بھی دے دیں گے... پھر یہ پیسے بھلا کتنے سینے پل نیکیں گے... نہیں میرے بچے، ہمارے مسئلے کا حل یہ نہیں ہے... تم اپنی تعلیم پر توجہ دو... جب چاہے کچھ کر کسی قابل ہو جاؤ... تو اپنا یہ شوق بھی چھوڑ کر لیتا، اس وقت لکھ کر کسی ادارے کو دینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہوگا... جنہیں مازست مل چکی ہوگی..." ماں نے نصیحت کی۔

"ماں! تم ان باتوں کو نہیں سمجھتی... اچھا میں چاہتا ہوں..." یہ کہتے ہوئے وہ گھر سے نکل آیا... احسان پبلشر اور اس کا دیکھا بھلا تھا... اپنی کہانیاں لکھ کر وہ رسالے کے ایڈیٹر کو بتا رہا تھا، لیکن آج اسے ادارے کے مالک سے ملنا تھا... اور اس کا دل دھڑک رہا تھا... دفتر کے سامنے پہنچ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا... دروازے کے ساتھ ہی ایک کلرک بیٹھا کام میں مصروف تھا... اس نے اس کی طرف قدم بڑھائے۔

"السلام علیکم جناب!..." اس نے دہلی دہلی آواز میں کہا۔

"وہیکم السلام! کیا بات ہے بھئی..." کلرک نے اسے گھورا۔  
"مجھے احسان صاحب سے ملنا ہے... میرے پاس ایک ناول کا مسودہ ہے۔"  
"اوہ اچھا... سامنے چلے جائیے... وہ دفتر میں موجود ہیں۔"

"تھیں..." کلرک یہ جواب دیا... یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا... دفتر کے باہر ایک کرسی میں اسے چیرا ہی نظر آیا...  
"السلام علیکم جناب! مجھے احسان صاحب سے ملنا ہے، میرے پاس ایک ناول کا مسودہ ہے۔"  
چیرا ہی نے برا سامنے ہٹا دیا اور اسے اندر جانے کا اشارہ کیا... دو دو دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوا... اندر ایک بھاری بھرکم اور بارعب آدھی بیٹھا نظر آیا، اس کے سر کے بال اڑ چکے تھے، اگرچہ عمر زیادہ نہیں تھی۔

"السلام علیکم جناب! احسان صاحب آپ ہی ہیں۔"  
"جی ہاں... فرمائیے۔" اس کی نرم کرم آواز نے اسے حوصلہ دیا۔

"جی... میرے پاس ایک مسودہ ہے ناول کا۔"  
"اوہ بھئی... ابھی آپ کی عمر ناول لکھنے کی نہیں ہے۔"  
"سرا میری سوسے زیادہ کہانیاں چھپ چکی ہیں... آپ



کے رسالے قذیل میں بھی سوال کے قریب کہانیاں شائع ہو چکی ہیں اور ہر کہانی نے پسند کی کے رکارڈ قائم کیے ہیں۔"

"اوہو اچھا... کیا نام ہے آپ کا... کیونکہ اگر آپ کی اتنی کہانیاں چھپ چکی ہیں تو میں ضرور آپ کا نام جانتا ہوں گا... میں ملک میں شائع ہونے والے تمام رسائل کا جائزہ لیتا رہتا ہوں۔" احسان صاحب نے غصہ مری ہوئی آواز میں کہا۔

"جی... میرا نام ریحان النور ہے۔"

"اوہ ہاں واقعی... آپ کا ترغیب نام ہے... اچھا مسودہ مجھے دیں... اور تحریر پسند رکھیں۔"

وہ خوش ہو گیا... منزل قریب محسوس ہوئی... فوراً مسودہ ان کے سامنے رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا... دوسرا احسان صاحب مسودے کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے، آخر انہوں نے کہا:

"آپ دو دن بعد میرے پاس آئیں... میں اس وقت تک اس کو پڑھ لوں گا... پھر بات ہوگی۔"

"بہت بہت شکریہ جہاں۔" اس نے فوراً کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

گھر آ کر اس نے پہلی کامیابی کے متعلق اپنی والدہ کو بتایا... والدہ مسکرا دیں... دو دن بعد وہ پھر احسان صاحب کے دفتر میں داخل ہوا۔

اور یوں:

"السلام علیکم جہاں۔"

احسان صاحب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا... پھر

بولے۔

"فرمائیے... آپ کون ہیں... میں آپ کی کیا خدمت

کر سکتا ہوں۔"

"آپ نے مجھے پہچانا نہیں جہاں... میں ریحان النور

ہوں۔"

"ریحان النور... میں سمجھا نہیں۔"

"اوہ سہ... دو دن پہلے میں آپ کے پاس آیا تھا... اپنے

ناول کا مسودہ لے کر... آپ نے مسودہ کو لیا تھا اور فرمایا تھا، میں دو

دن بعد آؤں۔"

"کیا بات کرتے ہیں... آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔"

احسان صاحب بولے۔

"جی... کیا مطلب؟" وہ دھک سے رو گیا۔

"آپ کو میں اس وقت زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"جی! کیا فرمایا آپ نے... آپ مجھے زندگی میں آج پہلی

مرتبہ دیکھ رہے ہیں۔" وہ دھک سے رو گیا، چہرے کا رنگ فق ہو گیا،

احسان خطا ہوتے نظر آئے۔



”ہاں بالکل، آپ دون پہلے ہرگز میرے دفتر نہیں آئے تھے۔“

”اف میرے مالک! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... آپ کا چہرہ اسی بات کا گواہ ہے جناب... بلکہ باہر کا فتنہ پر جو کھڑک پیٹھے ہیں... وہ بھی گواہ ہیں... آپ ضرور یہ بات بھول گئے ہیں، ورنہ ہملا آپ کیوں اٹھا کر کرنے گئے... زیادہ سے زیادہ یہی تا کہ آپ کو ناول پڑھتے آتا ہوگا... اس صورت میں آپ میرا مسودہ مجھے واپس دے دیں... میں کسی اور پبلشر کو دکھا دوں گا۔“

”عد ہوگئی... آپ جب بھی یہاں آئے ہی نہیں... تو میں آپ کو مسودہ کہاں سے دے دوں۔“

”مم... میں نے کہا تھا... یہاں چہرہ اسی اور کھڑک میرے گواہ موجود ہیں۔“

”ایک منٹ! آپ کا اس طرح طریقہ جان نہیں ہوگا... یہ کہہ کر احسان صاحب نے گھنٹی بجائی۔ فوراً ہی چہرہ اسی اندر داخل ہوا:

”جی جناب!“

”یہ جو صاحب یہاں میرے سامنے کرسی پر بیٹھے ہیں... تم نے انہیں آج سے پہلے بھی دیکھا ہے۔“

”جی... بالکل نہیں... آج پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔“

”کیا کہہ رہے ہیں آپ... دون پہلے میں یہاں آیا تھا،

آپ کمرے سے باہر موجود تھے، آپ سے میں نے کہا تھا... مجھے احسان صاحب سے ملتا ہے، میرے پاس ناول کا ایک مسودہ ہے... یہ سن کر آپ نے برا سا منہ بنایا تھا اور مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا تھا... آپ یہ بات کیسے بھول سکتے ہیں۔“

”میں کیوں لگا بھولے، لیکن جب آئے ہی نہیں تو میں کیسے کہہ دوں کہ آپ آئے تھے۔“

”سن لیا جناب آپ نے... اب آپ کے دوسرے گواہ کو بھی پتا چلتے ہیں۔“ انہوں نے طریقہ انداز میں کہا اور ایک دوسری گھنٹی بجائی... جلد ہی کھڑک اندر داخل ہوا:

”آپ انہیں پچکا سنتے ہیں... ان کا کہنا ہے... یہ دون پہلے یہاں میرے دفتر میں آئے تھے... ان کے پاس ایک مسودہ تھا... جو میں نے ان سے لیا تھا۔“

”جی نہیں... میں انہیں نہیں پچکا... آج پہلی بار انہیں دیکھ رہا ہوں۔“

”عد ہوگئی... یہ... یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔“

”یہاں کچھ نہیں ہو رہا... آپ ضرور کوئی پاگل ہیں، میرا بی

فرما کر فوراً یہاں سے چلے جائیے، ورنہ مجھے زبردستی آپ کو یہاں سے نکالنا پڑے گا۔“

اسے پکڑ کر لے گیا... دیکھا گھنٹی محسوس ہوئی... اس نے دن

رات ایک کر کے ناول لکھا تھا... خوب منت کی تھی اس پر... پھر چاہا  
ایک ماہ اس کی نوک چمک درست کرنے پر لگا دیا تھا... اور اسے یقین  
تھا... اس کا ناول ملک میں دھوم مچا رہا تھا... بہت اُنوکھا خیال تھا اس  
ناول میں... لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا... اسے دنیا بدلتی محسوس  
ہوئی... پھر وہ نہایت دکھ بھرے انداز میں اٹھا اور بولا:

"اچھا احسان صاحب... میں جا رہا ہوں... آپ کا یہ  
احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔"

"شکر ہے!" احسان صاحب نے براہ راست بتایا۔  
دو کمرے سے نکل آیا... اس کے قدم لڑکھڑاہے تھے... نہ  
جاسے کس طرح گھر پہنچا... والدہ نے دروازہ کھولا... تو اس کی حالت  
دیکھ کر وحشت سے رو گئی۔

"کیا ہوا میرے بیٹے۔"

"مہ... ماں... میں... میں کیا باتوں... وہ دروہا۔"

"اوہو... میں جانتی ہوں، انہیں ناول پسند نہیں آیا... تو کیا

ہوا... کسی اور کو دکھا دینا... یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے..."

"یہ بات نہیں ہے ماں... اس نے دیکھی لہجہ میں کہا۔"

"تو پھر... کیا بات ہے..."

"ان کا کہنا ہے، میں نے انہیں کوئی مسودہ نہیں دیا... نہ میں

وہ دون پہلے ان کے دفتر میں آیا تھا؟"

"کیا مطلب! انہیں ایسا کہنے کی کیا ضرورت تھی آگئی...  
اگر انہیں کہانی پسند نہیں آتی تھی تو وہ ایسا کر دیتے۔"

"یہی بات تو کچھ میں نہیں آتی، وہ دن پہلے جب میں کیا تھا۔"

تو پہلے میرا سامنا ٹکڑک سے ہوا تھا، اس سے بچ چکر میں احسان

صاحب کے کمرے تک گیا، وہاں دروازے پر چڑھی موجود تھا... میں

نے اس سے بھی بات کی تھی... لیکن آج ان دونوں نے بھی یہی کہا ہے

کہ میں وہ دن پہلے ہرگز نہیں آیا تھا۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... کہیں تم خود تو نہیں بھول رہے

ہیں... مجھے تم کسی اور پبلشر کے پاس ہو اور آج کسی اور کے پاس چلے

گئے ہو۔"

"کیا بات کرتی ہیں امی جان... ان کے ہاں نہ رسالے میں

میرے کہانیاں چھپی ہیں... یہ ایک طرح کا میرا اقدار ہے، لہذا میں

ناول کا مسودہ پہلے انہی کے پاس لے جا سکتا تھا... اگر وہ نہ لیتے... یا

انہیں کہانی پسند نہ آتی تو اور بات تھی... پھر میں کسی اور کو دینے کے

بارے میں سوچتا... شروع سے ہی میرے ذہن میں بس ان کا نام

تھا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"جب پھر... انہوں نے ایسا کیوں کیا... ایسا کیوں کہا۔"

"میری عقل ابھی تک جنگ ہے اور مجھے کچھ بھائی نہیں دے

رہا۔"

"جب پھر میرے بچے... اس کا صرف ایک ہی علاج ہے۔  
ماں بول اٹھی۔

"اور وہ کیا امی جان۔"

"میر... میر کرو۔"

"اوہ ہاں... قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ میر  
کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔"

"بس تو پھر... پر سکون ہو جاؤ... اپنی تعلیم پر توجہ دو اور اللہ  
میر دے رکھو۔"

"یاں ماں... میں یہی کروں گا۔"

اس نے جذبات سے لہریز آواز میں کہا... جب وہ جذبات  
کی رو میں بہتا تھا تو اپنی امی کو امی جان کے بجائے ماں کہتا تھا... یہ اس  
کا خاص انداز تھا...

اور پھر اس واقعے کو جیسے ماہ گزر گئے... جیسے ماہ بعد وہ ایک  
حال پر کھڑا نئے آنے والے رساں دیکھ رہا تھا کہ ان میں اس کی کوئی  
کہانی تو نہیں چھپی کہ اس کا ایک اسے ایک زبردست جھٹکا...  
اس قدر زبردست جھٹکا... گویا بجلی کا کرنٹ لگا ہو۔

## خون

اس نے احسان پبلشرز کو جو ناول دیا تھا، اس کا نام اس نے  
ضمیر کا خون تجویز کیا تھا۔ اس وقت جب سال پر اس کا نام کا ایک ناول  
موجود تھا... ناول احسان پبلشرز نے شائع کیا تھا۔ لیکن ناول پر مصنف  
کا نام احسان عادل لکھا تھا۔ احسان صاحب کا پورا نام احسان عادل  
ہی تھا... لیکن وہ خود ناول نہیں لکھتے تھے، نہ کہانیاں لکھتے تھے... پہلی  
بار کسی کتاب پر پبلشر مصنف ان کا نام نظر آیا تھا... اگر ناول کا نام ضمیر کا  
خون نہ ہوتا تو شاید اسے اس قدر زبردست جھٹکا نہ لگتا... شک ضرور  
گزر رہا اور وہ ناول کی ورق گردانی کر کے ضرور دیکھتا... ان حالات  
میں تو اس کے ہوش ہی اڑ گئے... اس نے قہر قہر کا پتہ ہاتھوں سے  
ناول اٹھایا... جلدی جلدی اس کے ابتدائی ورق اٹائے اور پھر اس صفحے  
پر اس کی نظریں جم گئیں جس سے ناول شروع ہو رہا تھا۔

اب تو اس کی شئی گم ہو گئی... یہ سو فیصد اس کا ناول تھا... وہی  
ناول جس کا مسودہ اس نے احسان صاحب کو دیا تھا... جس کے  
بارے میں انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ نہیں، اس نے انہیں کوئی



مسودہ نہیں دیا۔ اس نے حربہ اطمینان کے لیے ناول کو درمیان سے اور آخر سے بھی کھول کر دیکھا... کہیں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی۔ سب کچھ جوں کا توں شائع کر دیا گیا تھا، صرف مصنف کا نام اس کا نہیں تھا۔ اس کے نام کی جگہ احسان صاحب نے اپنا نام لکھ دیا تھا۔

اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا اچھا گیا... اس نے جیسے تجس کر کے ناول کی قیمت تک سناں والے کو دی اور گھر آ گیا... وہ چار پائی پر لٹ کر یوں لے لے لے لے سانس لینے لگا جیسے اسے کوئی شدید بیماری آ گئی ہو... ماں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئی...

”کیا ہوا میرے بچے... طبیعت تو ٹھیک ہے... کیا میں ڈاکٹر صاحب کو بلا کر لاؤں... ہم... گھر نہیں... گھر میں آج اسے پیسہ ہی نہیں ہیں... ڈاکٹر کی فیس کہاں سے دیں گے۔“

”میں ٹھیک ہوں ماں...“ اس نے فوراً فٹے ہوئے کہا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تھا، اس وقت ماں اندر دوسرے کمرے میں تھی... اس لیے وہ اسے اندر داخل ہوتے نہیں دیکھ سکی تھی... اس لیے اس طرح لینے دیکھ کر پریشان ہو گئی:

”کوئی بات تو خیر ہے۔“

”ہاں ماں... یہ دیکھیں... یہ... یہ کیا عظم ہوا ہے میرے ساتھ۔“ وہ چیخ پڑا... آواز پست گئی۔ پھر رو رو کر لگا... ماں اور گھبرا گئی... اس نے اس ناول کو بکھلا کر دیکھا...

”یہ... یہ کیا ہے... یہ تو کسی کا ناول ہے۔“

”یہ کسی کا نہیں ماں... یہ میرا ناول ہے... یہ میرا وہ ناول ہے... جو میں نے احسان پبلشرز کو دیا تھا اور وہ دن بعد جس کے بارے میں انہوں نے کہہ دیا تھا کہ میں نے انہیں کوئی مسودہ نہیں دیا... ان کے کلرک نے بھی مجھے پچھاننے سے انکار کر دیا تھا اور ان کے چہرے ہی نے بھی... لیکن آج وہی ناول احسان صاحب نے اپنے نام سے شائع کر دیا ہے... میں... میں کیا کروں ماں... میرا ناول پشٹا جا رہا ہے...“ وہ پھر رونے لگا... ماں بھی اس کی حالت دیکھ کر رو دی... دونوں کچھ دیر روتے رہے، پھر ماں نے کہا:

”میرا میرے بچے... اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

آخر ان کے آنسو ٹپک ہو گئے، انہیں سکون سا ہو گیا... شام کو وہ اپنے دوست اجمل خان کے گھر گیا... اس سے ملا... پہلے بھی جب ناول والا واقعہ ہوا تھا تو اس نے اجمل خان کو یہ بات بتائی تھی... اجمل خان دولت مند گھرانے کا لڑکا تھا... لیکن وہ بھی اس وقت کیا کر سکتا تھا... اب جو اس نے ناول اس کے سامنے رکھا اور اسے بتایا تو وہ بھی دھک سے رو گیا... کافی دیر وہ ناول کو الٹ پلٹ کرتا رہا...

آخر اس نے کہا:

”لیکن بھئی... ہم یہ بات ثابت نہیں کر سکتے... کہ یہ ناول

تم نے لکھا ہے... کیا تم نے اپنے مسودے کی فوٹو سنٹ اپنے پاس رکھی تھی؟" اہمل خان نے پوچھا۔

"نہیں... فوٹو سنٹ کرنے کے لیے بھی بیویوں کی ضرورت ہوتی ہے... وہ میں کہاں سے لاتا اور پھر یہ تو گمان بھی نہیں تھا۔"

"ہوں... مجھے سوچنے دو... ہم کیا کر سکتے ہیں... اف مالک... یہ واقعی بہت بڑا علم ہوا ہے۔"

"کچھ سوچو میرے دوست سوچو... ورنہ شاید میرا دامغ پٹ جائے گا۔"

"میر کرو بھی میر... ہم ضرور کچھ کریں گے... شام کو میرے والد صاحب گھر آئیں گے تاہم ان سے بات کروں گا۔"

"وہ کاروباری آدمی ہیں... اس معاملے میں ضرور کوئی مشورہ دیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

"ویسے ٹاول تمہیں بک شال پر آج ہی نظر آیا ہے... تم نے اس سے پوچھا تھا، یہ کس روز مارکیٹ میں آیا تھا۔" اہمل نے کہا۔

"نہیں... میں نے تو اس سے کچھ بھی نہیں پوچھا۔"

"تم ذرا ایک پکڑ بک شال کا لگاؤ... ہمارے پاس پوری معلومات ہونی چاہئیں۔"

"اوہ اچھا۔"

"وہ بک شال والے کے پاس پہنچا... کہانیوں کی وجہ سے وہ اکثر رسائل خریدتا تھا، اس لیے بک شال والا اسے اپنے گاہک کے طور پر پہچانتا تھا۔"

"یہ ٹاول مارکیٹ میں کس روز آیا تھا بتاؤ۔" اس نے پوچھا۔

"یہ... احسان صاحب کا عظیم ٹاول... جس نے آتے ہی تھلکے مچا دیا۔ یہ تو آتے ہی تمام کا تمام بک گیا تھا... اب تو اس کا دوسرا ایڈیشن چھپا ہے... اور یہ بھی دھڑا دھڑا بیکر رہا ہے... شاید آپ

ٹی وی نہیں دیکھتے۔" اس نے پرجوش انداز میں کہا۔

"میں... جی نہیں... تو... کیوں؟" اس نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ کہا۔

"ابھی یہ شائع نہیں ہوا تھا کہ احسان صاحب نے ٹی وی پر اس کے اشتہارات دینا شروع کر دیے تھے... لیکن جگہ یہ ہے کہ یہ

ٹاول ہی اس قدر زبردست ہے کہ فروخت کے رکھارہا تو زورے گا... اگر ٹاول زبردست نہ ہوتا تو پھر ٹی وی پر دیے جانے والے اشتہار سے یہ تمہارا بہت ہی بکلا۔"

"آپ کا مطلب ہے، اس ٹاول کی کہانی چونکہ بہت

زبردست ہے، اس لیے یہ اور زیادہ تیزی سے بکے گا۔"

"ہاں جی اس کی شہرت میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔"

اور صرف چند ماہ بعد یہ ناولوں کی دنیا میں انوکھا اضافہ ثابت ہونے والا ہے۔

”اچھا... شکریہ۔“

وہ پوچھل قدموں سے لوٹ آیا... یہ تفصیل اس نے اپنے دوست اہمل خان کو بتائی، شام کو اس کے والد نے اسے بلایا... ان کا نام اکمل خان تھا... انہوں نے اس سے ساری کہانی سنی... پھر سوچ میں ڈوب گئے... آخر یوں:

”میرے ایک دوست ہیں... وہ بہت اچھے وکیل ہیں... میں آج ان سے ملوں گا... پھر آپ کو بتاؤں گا۔“

”جی بہت اچھا۔“ اس نے قدر سے سکون محسوس کیا۔

دوسرے دن پھر اکمل خان نے اسے بلایا اور اسے اپنے ساتھ لے کر اپنے دوست کے گھر پہنچے... ان کے دوست کا نام اکبر راجہ تھا... وہ بہت گرم جوشی سے اس سے ملے، پھر یوں:

”میں نے اکمل خان کی زبانی ساری کہانی سنی ہے، لیکن میں چاہتا ہوں آپ خود مجھے یہ کہانی سنائیں... اور اکمل صاحب... آپ تو کاروباری آدمی ہیں... آپ چاہتے ہیں... میں غور کروں گا... کہ ان کے سلسلے میں کیا کیا جاسکتا ہے۔“

”شکریہ! یہ میرے بیٹے کے کلاس فیلو ہیں، دوست ہیں، غریب ہیں، میرے طیال میں ان کے ساتھ بہت غلم ہوا ہے... انہیں

ان کا حق ملنا چاہیے۔“ اکمل خان یوں۔

”آپ غلط نہ کریں... ان شاء اللہ ہم اپنی چوری کو شش کریں گے۔“

”شکریہ! اور ہاں! آپ کی اس کہیں میں جو بھی فیس بنے گی... وہ میں ادا کروں گا۔“

”نہیں... انکل...“ وہ بول اٹھا۔

”جیسی تم اس سلسلے میں کچھ نہ کہو۔“ انہوں نے مسکرا کر کہا اور وہ خاموش ہو گیا۔

ان کے جانے کے بعد وکیل صاحب نے ساری کہانی بنوڑ سنی... پھر اس کے خاموش ہونے کے بعد یوں:

”آپ نے اب تک کل کتنی کہانیاں کہی ہیں۔“

”جی... سو کے قریب تو ہوئی گئی ہوں گی۔“

”اور ناول یہ پہلا تھا۔“

”جی ہاں... پہلا۔“ اس نے کہا۔

”اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے... بدالت ثبوت مانگتی ہے... ہمارے پاس اس واقعے کا کوئی گواہ بھی نہیں ہے... اگر آپ اس وقت اپنے ساتھ کسی دوست کو لے جاتے اور اس کے سامنے احسان صاحب کو مسودہ دیتے تو بھی ہم اس کی گواہی دلا سکتے تھے... اگرچہ وہ گواہی بھی اس قدر اہم نہ ہوتی، حالانکہ وکیل



اور مردہ تعارف کر رہے تھے:

"لو شوکی تمہارے لیے ایک مددگار ہے یا نہیں؟"

"ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا اکل... اس لڑکے نے کہا ہے

شوکی کہہ کر غائب کیا گیا تھا۔

"کیا مطلب؟" اس سے رہبان گیا۔

"کیا آپ نے انہیں بتا دیا ہے کہ ہم نصف فیس ایلے وائس

لیتے ہیں۔"

"نہیں اس لیے کہ یہ فیس نہیں دیں گے۔" اکبر راضو

سکرائے۔

"ارے باپ رے، آپ تو کر دیں گے ہمارا کھاڑا اکل۔"

"کیا کہا... کھاڑا اکل... بھائی میرا نام کھاڑا اکل نہیں

ہے... اور تم لٹا کیے... فیس میں ادا کروں گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے اکل! ہم اور آپ سے فیس نہیں لے سکتے۔"

"پھر لٹا کیے... ان کا کیس آخر عدالت میں جائے گا..."

مجھے بھی کیس لڑنا ہوگا، لہذا مجھے بھی فیس ملے گی... جو صاحب مجھے فیس

دیں گے، وہ جیسے بھی ادا کریں گے... کیا کیجیے۔"

"جب تو ہم یہ کیس دل و جان سے کریں گے... کیونکہ آج

ہمارے بک میں صرف ایک سو روپے باقی رہ گئے ہیں۔" شوکی سے

پھوٹنے والے نے کہا۔

کہتا، یہ تو چاہا ان کا دوست ہے... بہر حال میرے ذہن میں ایک

آئیڈیا آتا ہے... راستہ ڈرا لہا ہوا ہے گا، لیکن امید ہے... ہم منزل

تک پہنچ جائیں گے۔" اکبر راضو یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

"جی... فرمائیے، وہ کیا راستہ ہے؟" اس نے پوچھا۔

"میرے چند دوست ہیں، شوکی برادر ڈکھلاتے ہیں، اس قسم

کے معاملات میں ان کے ذہن وہ دوری کی کوڑی لاتے ہیں کہ کیا

تلاش... وہ ضرور کوئی ترکیب سوچ لیں گے، آئیے، میں آپ کو ان

کے پاس لے چکا ہوں۔"

"آپ... آپ خود ہمیں ان کے پاس لے کر جائیں گے،

اس طرح آپ کا وقت ضائع ہوگا۔"

"نہیں ہوگا... میں آپ کے کیس پر کام کر رہا ہوں اور مجھے

اس کی بات مدد نہیں ملے گی... اکل خان فیس کے معاملے میں بادشاہ

آدی ہیں، دوسری بات یہ کہ میرے قلمی خط فیس نہیں، کام ہوتا ہے...

میں کام کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں... آئیے چلیں۔"

اکبر راضو اسے شوکی برادر کے دفتر لے آئے... انور

ریمان پہلے تو شوکی برادر کا میز حاسا پورڈ ویکٹر گھبرا سا گیا کہ

یہ راضو صاحب اسے کہاں لے آئے، ان لوگوں کے پاس تو لگانے

کے لیے ڈھنگ کا بورڈ بھی نہیں ہے... لیکن جب راضو صاحب نے

سکرا کر اس کی طرف دیکھا تو اس کی گھبراہٹ گویا پرکھ کر اڑ گئی...

”لوگو تم کسی کام کے بھی ہو یا بالکل بکے ہی ہو۔“ اندر رونے سے آواز آئی۔

انور ریحان نے چونک کر اس طرف دیکھا... لیکن دروازہ بالکل ذرا سا کھلا ہوا تھا۔ اس نے سنا، شکی نے فوراً کہا:

”جی ای جان اہم حاضر ہیں دل و جان سے... آپ ہم فرمائیں۔“

”ذرا اپنی خالہ کے پاس سے فریخ اٹھاؤ... مہمان آئے والے ہیں آج۔“ اندر سے آواز آئی۔

”گنگ... کیا... فریخ اٹھاؤ۔“ انور کے منہ سے یو کھلا کے ہوئے انداز میں نکلا۔

”ای جان... دیکھ انور صاحب... مم... میرا مطلب ہے اگلے رات انور صاحب ابھی ابھی ایک عدد بالکل تازہ بتلاؤ کیس لے کر آئے ہیں... ہم ڈرا یہ کیس بن لیں... پھر ایک نہیں دو فریخ لا کر آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیں گے۔“

”اوہ اچھا اچھا... مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس وقت کوئی کیس آیا ہوا ہے... اب میں آج کی تاریخ میں تم سے فریخ نہیں منگوواؤں گی۔“

”بہت بہت شکریا ای جان! اس سے ابھی بات اور کیا ہو سکتی ہے... آخر کیا ضرورت ہے... ہم اپنے گھر میں مانگ کر لایا ہوا فریخ

مہمانوں کو دکھائیں۔“

”گنگا جے... میں کسی اور کے ذریعے منگووا رہی ہوں۔“ اندر سے جس کر کہا گیا۔

اکبر راتھور مسکراتے تھے... اوپر اندرونی دروازہ کھٹ سے بند ہو گیا تھا... اس نے سنا، شکی کہہ رہا تھا:

”آپ کچھ خیال نہ فرمائیے گا۔“

”ٹھیک ہے... کیا اب میں آپ کو اپنی کہانی سناؤں۔“

”اوہ ہاں بالکل... اسی لیے تو آئے ہیں آپ۔“ سب سے چھوٹے والا مسکرایا۔

”آفتاب! اور میان میں نہ بولنا۔“ شکی نے منہ بتایا۔

”اس کا مطلب ہے... کہانی پوری ہونے کے بعد بول سکتا ہوں۔“ آفتاب نے فوراً کہا۔

”صد ہو گئی۔“ دوسرا بولا۔

”ہاں انور صاحب... بلکہ انور ریحان صاحب... شروع کریں۔“

”کیا... کیا نام لیا آپ نے اگلے... انور ریحان... وہ جو کہانیاں کہتے ہیں۔“

”بہت خوب اتم ان کی کہانیاں پڑھتے ہو۔“

”جی ہاں! اکثر اتفاق ہوا ہے۔“

”یہ جان کر خوشی ہوئی...“

یہ کہہ کر اس نے چارنی تحصیل سنادی... وہ بہت غور سے سننے

رہے۔

”اور آپ وہ ناول دھڑا دھڑا فروخت ہو رہا ہے۔“ اس کے

خاموش ہونے پر اکبر راہور بولے۔

”ہوں! چند منٹ ہمیں غور کرنے کے لیے دیں۔“ شوکی سوچ

میں گم لچھ میں بلا۔

”ضرور شوکی... کیوں نہیں...“

وہ اس طرح سوچ میں گم ہو گئے جیسے وہ دونوں وہاں سوچا

تی نہ ہوں... آخر شوکی نے سراٹھایا:

”امید ہے... اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم اس مسئلے کو حل

کر سکیں گے... ریمان انور صاحب... آپ کے پاس آپ کی شائع

شدہ کہانیاں ہیں... میرا مطلب ہے... اس ناول سے پہلے جو کہانیاں

شائع ہوئی ہیں۔“

”جی ہاں... بالکل ہیں۔“

”مہربانی فرما کر آپ وہ سب ہمیں دے دیں... اور وہ

ناول بھی... ایک دو دن بعد ہم پھر میں گے... اس وقت تک بالکل

راہور آپ ماریکیٹ کی صورت حال پر نظر رکھیے گا...“

”اچھا بات ہے...“

وہ اٹھے ہی تھے کہ ریمان انور کو حیرت کا ایک ہلکا سا

☆



## پیش کش

”کیا بات ہے، خیر تو ہے... یہ بھلا آپ نے کس خوشی میں کھایا؟“ آفتاب نے حیران ہو کر پوچھا۔

”مم... میرا خیال ہے... میں نے ایک کام کی بات یاد کر لی۔“

”پلیس اچھا ہے... کام کی دو چار باتیں اور یاد کر لیں، کام آئیں گی۔“ آفتاب نے منہ بتایا۔

”اوہو! آپ کبھی نہیں... کیس کے سلسلے میں ایک نیا کام کی بات۔“

”اوہ اچھا... جلد ہی بتائیں...“

”جب میں احسان صاحب کے کمرے میں داخل ہوا تھا تو وہ کسی افضل شیرازی صاحب کو کھانا کھ رہے تھے...“

”اوہ... اچھا... تو پھر۔“ شوکی نے چونک کر کہا۔

”کیا یہ بات ہمارے کام کی نہیں ہے۔“

”ہے... بالکل ہے... بالکل راضی اور صاحب! ان کا بیان

میں تحریری شکل میں لینا ہوگا اور کسی مجسٹریٹ صاحب کے سامنے لے جاؤ گا... پھر ہم عدالت کو یہ بیان دکھا کر احسان صاحب کا ڈاکہ مار دوں گا۔“

”اب اگر وہاں کوئی خط اس تاریخ میں افضل شیرازی صاحب کے نام کا درج کر کے پوسٹ کیا گیا ہے تو ان کا بیان درست ثابت ہو جائے گا اور یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ یہ وہاں مسودہ لے کر گئے تھے... جب کہ احسان صاحب کا کہنا ہے، یہ ان کے پاس ہرگز ہرگز نہیں آئے۔“

”ہوں واقعی... اس کام کی ضرورت ہے... یہ سب ثابت ہوگا... اگرچہ اس سے یہ بات ثابت نہیں ہو جائے گی کہ یہ وہاں کوئی مسودہ لے کر گئے تھے... ہاں... ان کا وہاں جانا ضرور ثابت ہو جائے گا۔“

”اچھی بات ہے، میں مجسٹریٹ صاحب سے بات کرتا ہوں۔“

اسی طرح ریمان انور کا یہ بیان سب کی سونہوگی میں تحریر کیا گیا اور گواہوں نے اسے دستخط بھی کیے... پھر وہ وہاں سے لوٹ آئے، اسی روز ریمان نے اپنی کہانیاں اور ناول ”شیر کا خون“ شوکی

برادرز کے حوالے کر دیا، ادھر اکبر راضی نے انہیں فون پر اطلاع دی کہ ناول کی فروخت سے زیادہ کام کر رہی ہے... فی وی پر اس کا اشتہار بار بار دیا جا رہا ہے اور اس اشتہار نے احسان عادل کو ادب میں

ایک بہت اونچے مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ سنا ہے، صوبائی وزیر احسان

عادل کے ساتھ ایک شام جلد مٹانے والے ہیں اور اس پر وگرام میں ناول خمیر کا خون اور شان سے ابھرے گا... لگتا ہے... اس کی فروخت طوقانی انداز میں شروع ہو جائے گی... اور ایک دو ماہ میں لاکھوں کا کاروبار احسان عادل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا... ان خبروں نے ریحان انور کو پچھلی کی طرح تڑپا کر رکھ دیا... وہ بھرپور شہر اور رز کے پاس پہنچی گیا۔ اس نے دیکھا... وہ چاروں اور ان کی ساتھی لڑکی اس کی کہانیاں پڑھنے میں پوری طرح مگن تھیں... انہیں اس کے اندر داخل ہونے کا پتا بھی نہ چلا... آخر اسے کھنکھارنا پڑا۔

”اوہ آپ ہیں۔“ شہر کی چوٹا۔

”آپ نے نئی خبریں سنیں۔“

”اکمل راضو نے جو سنائی ہیں؟“

”جی ہاں!“ اس نے فوراً کہا۔

”ہاں! سن چکے ہیں... آپ فکر نہ کریں... ہم نے احسان عادل کے خلاف ثبوت حاصل کر لیا ہے اور کل اکل راضو انہیں قانونی نوٹس بھیج دیں گے۔“

”اے! ہوا چھا... آپ نے بھلا کیا ثبوت حاصل کر لیا اور کس

طرح؟“ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”یہ ہمارا کام ہے... آپ اس بارے میں کچھ نہ پوچھیں۔“

”جی اچھا۔“ وہ ہلا۔

”اور بے فکر ہو کر گھر جائیں... بہت جلد ہم احسان عادل کو عدالت کے کتھرے میں ڈالنے والے ہیں۔“

”مم... مجھے یقین نہیں آ رہا۔“

”بہت جلد آ جائے گا۔“

ریحان انور نے اس لیے بہت اطمینان محسوس کیا... وہ وہاں سے گھر آ گیا اور یہ خبریں اپنی والدہ کو سنائیں... وہ تو اسی وقتی مسئلے پر جا کھڑی ہوئیں...

دوسرے دن اکبر راضو کی طرف سے احسان عادل کو قانونی نوٹس ملا تو وہ بہت زور سے اچھلے... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... نوٹس میں لکھا تھا کہ انہوں نے جو ناول خمیر کا سودا کر اپنے نام سے شائع کیا ہے وہ دراصل ملک کے نوجوان ادیب ریحان انور کی تصنیف ہے اس طرح انہوں نے نہ صرف یہ کہ ریحان انور کا حق مارا بلکہ انہیں زیر دست و ذلتی صدمہ بھی پہنچانا اور مالی طور پر بھی انہیں ناقابل بیان نقصان پہنچایا... لہذا وہ سات دن کے اندر اندر اس نوٹس کا جواب دیں ورنہ ریحان انور عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کے حق دار ہوں گے...

اس نوٹس نے احسان عادل کے ہوش اڑا دیے... اسی وقت اکبر راضو کے گھر کی گھنٹی بجی... ان کے ملازم نے ہاتھ کلک کر دیکھا تو

ایک بڑی سی کار کے پاس پہلے قدم کے آدمی کو کھڑے پایا:  
 "میراثام احسان عادل ہے، اکبر راجپور صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ اچھا..." یہ کہہ کر ملازم نے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دیا۔ پھر اکبر راجپور صاحب کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔ وہ یہ سن کر مسکرا دیے اور ڈرائنگ روم میں چلے آئے... ملک ملک کے بعد احسان عادل نے کہا۔

"آپ کا ٹولس مجھے مل گیا ہے... میں نے سوچا تحریری جواب سے پہلے آپ سے ملاقات ہو جائے۔" انہوں نے نہایت نرم لہجے میں کہا۔

"ضرور جناب! کیوں نہیں لیکن میں اپنے مکمل ریمان انور کے حق کی بات ہی کروں گا۔"

"آپ پہلے میری بات سن لیں۔" احسان عادل مسکرائے۔  
 "اس میں شک نہیں کہ ریمان انور نے مجھے کوئی مسودہ لاکر نہیں دیا، یہ اس کا سفید جھوٹ ہے۔ لیکن اس کے اس سفید جھوٹ سے میری کس قدر بھلائی ہو گی، میں لاکھ چلاؤں گا، بیٹوں گا، لوگ یہی کہیں گے، اس شخص نے غریب کا حق مارا ہے، لہذا اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے، اس شخص کو ایک ٹولس دے دوں گا اور وہ اسے اپنے لئے چاہے گا۔"

"اور اس کا ٹولس... اس کا کیا ہے گا، وہ اسی طرح آپ کے نام سے شائع ہوتا رہے گا۔" اکبر راجپور نے بھلاتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"حد ہوگئی... میں آپ کو بتا چکا ہوں... کہ اس نے مجھے بھی کوئی مسودہ نہیں دیا۔"

"خیر... میں آپ کی بات ریمان انور تک پہنچائے دیتا ہوں، مگر اس نے دس ٹولس کے برابر معاوضہ لینا پسند کیا تو میں کون ہوتا ہوں، اس معاملے کو رد کرنے والا۔" انہوں نے منہ بتایا۔

"اور اس سلسلے میں چونکہ آپ کو میری بھی وکالت کرنا پڑے گی لہذا میں آپ کو بھی معاوضہ ادا کروں گا۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"شکر یہ! میں وہ وکیل نہیں، جو دونوں طرف سے پیسے وصول کرتا رہے۔"

"میں خیر... یہ تو طے رہا... کہ آپ اسے مجبور کریں گے۔"

"جی نہیں... یہ طے نہیں ہوا... میں نے یہ کہا ہے کہ آپ کی پیش کش ریمان انور تک پہنچا دوں گا۔"

"چلیے... یہ بھی بہت ہے۔" یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان کے جانے کے بعد اکبر راجپور نے شوکی برادرز کو فون کیا اور یہ نئی صورت حال بتائی... شوکی برادرز اسی وقت ریمان انور کے

گھر پہنچے، احسان عادل کی اکبر راہنور صاحب سے ملاقات کے بارے میں اسے بتایا، پھر شوکی نے کہا:

"اب آپ تائیں... آپ کیا کہتے ہیں۔"

"آپ کی کیا رائے ہے۔"

"ہماری رائے کا اس معاملے میں کوئی دخل نہیں... یہ آپ کا

معاملہ ہے... ہمیں تو آپ جو کہیں گے، ہم تو وہ کریں گے..."

"تاہم میں آپ کی رائے جانتا پسند کروں گا۔"

"ہماری اور اکبر راہنور صاحب کی رائے یہ ہے کہ اس کیس کو

اجائے... یہ ثابت کیا جائے کہ مسودہ واقعی آپ نے انہیں دیا تھا..."

اس نے اس مسودے کو اپنے نام سے چھاپ لیا اور یہ سراسر غلط ہے

دھوکا ہے، نا انصافی ہے، دوسرے کے حق پر ڈاکا ڈالنا ہے۔"

"اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے تو میں تڑپ رہا ہوں۔"

ریحان انور نے فوراً کہا۔

"بس تو پھر... آپ بے فکر رہیں... ہم یہ بات ثابت

کر کے دیں گے..."

شوکی برادرزہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر انہوں نے یہ بات

بذریعہ فون اکبر راہنور کو بتادی... انہوں نے اسی وقت احسان عادل کو

فون کیا:

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا ہوں، میرے سائل

نے انکار کر دیا ہے۔"

"یعنی وہ دس ٹاؤنوں کے برابر معاوضہ لینے کے لیے تیار

نہیں۔"

"جی نہیں... وہ چاہتے ہیں، اس معاملے کو عدالت تک لے

جایا جائے... پھر فیصلہ عدالت سے ہو۔" انہوں نے کہا۔

"میں آپ سے ایک اور ملاقات کرنا پسند کروں گا۔"

"آج اپنے... ہم آپ کو پوری طرح موقع دیں گے۔" اکبر

راہنور مسکراتے۔

جلد ہی وہ پھر ان کے گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے...

کافی دیر کی خاموشی کے بعد انہوں نے کہا:

"میں اس معاملے کو ختم کرنے کے لیے... بدنامی سے بچنے

کے لیے... یہ کہہ سکتا ہوں کہ اچھا ٹھیک ہے... احسان عادل نے ایک

مسودہ مجھے دیا تھا... اور میں سو ٹاؤنوں کے برابر معاوضہ بھی اسے

دینے کے لیے تیار ہوں... اب آپ کیا کہتے ہیں۔"

"میں کچھ کہنے کی چیز نہیں میں نہیں... میرے سائل اگر یہ

بات پسند کر لیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" وہ بولے۔

"تو آپ اس سے بچ چکے ہیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں۔"

"میں آپ سے فون پر معلوم کر لوں گا۔"



"او کے۔" انہوں نے سر ہلادیا۔

وہ چلے گئے... اب یہ پیغام شوکی برادرزے کے درمیان انور کے پاس گئے:

"اوہو... آپ سمجھتے کیوں نہیں... میں ایک رائٹر ہوں... اور ایک رائٹر کے ساتھ اس سے بڑا غم کوئی نہیں ہو سکتا کہ اس کی تحریر کوئی دوسرا اپنے نام سے چھاپ لے۔" وہ چلا اٹھا۔

"ہم سمجھتے ہیں... لیکن فریق مخالف کا پیغام پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔"

"تب پھر انہیں یہ اطلاع اخبارات میں کرنا ہوگا... کہ حمیر کا سوداگر ناول واقعی ریمان انور کا ناول ہے... اور اس ناول کو میرے نام سے شائع کرنا ہوگا... جیسی یہ آگ بجھ سکے گی۔"

"آپ نے بالکل ٹھیک فیصلہ ستایا... اگر آپ اس کی پیش کش مان لیتے ہیں ہمیں بہت دکھ ہوتا... اور یہی خیالات اکبر راہور صاحب کے ہیں۔"

"شکریہ! ریمان انور مسکرا دیا۔

اس کا یہ فیصلہ بھی احسان عادل کو سنا دیا گیا، اس پر انہوں نے کہا:

"اچھی بات ہے... وہ دس ناولوں کے معاوضے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا اور سو ناولوں کے معاوضے سے بھی... اس کے پاس اور

آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ یہ سودا اس کا ہے۔" انہوں نے چلے گئے انداز میں کہا۔

"دیکھیے جنتاب! ہمارا کام ہے لڑنا... عدالت میں دلائل دینا، ثبوت بننا... فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے۔"

"اور کیا آپ کو معلوم نہیں؟" احسان عادل نے طنز یہ انداز میں کہا۔

"کیا معلوم نہیں؟"

"یہ کہ... عدالتوں میں بھی رشوت کا زور ہے... وہاں بھی سودے بازی ہوتی ہے۔"

"ہاں ایسے بات میرے علم میں ہے... لیکن یہی جج ایسے نہیں ہوتے۔"

"آپ کو کیا پتا... کس قسم کے جج کی عدالت تک جائے گا یہ معاملہ۔"

"ہم اللہ پر بھروسہ کر کے میدان میں اترے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

اب انہوں نے شوکی کو فون کیا... احسان عادل کی گفتگو سے باخبر کیا... پھر بولے:

"تم لوگ کہاں تک پہنچے... کوئی کام کا ثبوت ملایا نہیں۔"

"ہاں اٹکل... کسی حد تک کامیابی ہوئی ہے... لیکن عدالت

اس ثبوت کو رد کر سکتی ہے۔"

"گو یا ہمارے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے... جس کو کوئی عدالت جھٹکانہ سکے۔"

"جی ہاں ایسی بات ہے۔"

"خیر تم میرے پاس چلے آؤ... ذرا دیکھوں تو سہی... وہ کیا ثبوت ہے...؟" انہوں نے پرسکون آواز میں کہا۔

"جی بہت بہتر... ہم آ رہے ہیں۔"

شوکی برادر زان کے دفتر میں چلے آئے... وہاں کافی دیر تک بحث کی گئی، آخر فیصلہ ہوا، معاملہ عدالت تک لے جاتے ہیں... اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔

اس طرح کیس درج ہوا... کیس کے درج ہوتے ہی اخبارات کو خبریں دے دی گئیں... اخبارات نے ان خبروں کو نمایاں کر کے شائع کیا... سرخیاں یکجہاں اس طرح تھیں:

"نوجوان اویب نے ملک کے نامور پبلشر احسان عادل پر مقدمہ کر دیا۔"

"احسان عادل نے میرا دل چوری کیا ہے۔" ریمان انور

"ضمیر کا سودا کر" عادل میرا ہے۔" ریمان انور

"اس کا فیصلہ اب عدالت میں ہوگا۔"

دوسرے دن کے اخبارات میں احسان عادل کی طرف سے

بیانات لگائے گئے... اخبارات نے ان بیانات کو بھی نمایاں طور پر شائع کیا... ان میں احسان عادل نے کہا تھا... ریمان انور بالکل جھوٹا ہے۔ "ضمیر کا سودا کر" عادل سے اس کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں... اور پھر سات دن بعد وہ عدالت میں تھے۔

## وہ کون ہے

اس قسم کے کہیں سننے کا اختیار صرف سیشن جج صاحب کو ہوتا ہے... سیشن جج صاحب کا نام چندہری تلکام رسول تھا... انہوں نے ٹینک کے پیچے سے دونوں وکیلوں کو دیکھا، پھر بولے:

”کارروائی شروع کی جائے۔“

اس کہیں میں مدعی چونکر ریمان انور تھا اور اس کے وکیل اکبر راضو تھے، لہذا پہلے انہیں اپنا دعویٰ پیش کرنا تھا... انہوں نے پوری تفصیل سے دعویٰ پیش کیا۔

”جناب والا! میرے منگل ایک نو جوان ادیب ہیں، ملک کے مختلف اور مشہور ادبی رسائل میں ان کی سو کے قریب کہانیاں شائع ہوئی ہیں... انہوں نے اپنی زندگی میں پہلا ناول لکھا تو اس کا نام ”ضمیر کا سوداگر“ رکھا۔ ان کے خیال میں وہ ایک بہت زبردست ناول تھا... چونکہ ان کی بہت سی کہانیاں احسان عادل صاحب کے ماہانہ پر سچے قدیل میں بھی شائع ہو چکی ہیں، لہذا اپنا ناول شائع کرانے کے سلسلے میں ان کے ذہن میں پہلا نام اُٹھی گا آیا... یہ جانتے تھے، احسان

عادل صاحب ناول بھی شائع کرتے ہیں... چنانچہ یہ ان کے دفتر میں گئے، دفتر کے باہر پہلے ان کی ملاقات ایک کلرک سے ہوئی... انہوں نے انہیں بتایا، اس کے پاس ایک ناول کا مسودہ ہے جو یہ ڈائریکٹر صاحب کو دینا چاہتے ہیں... کلرک نے انہیں اندر بھیج دیا، وہاں آفس کے باہر ایک جبر اسی موجود تھا، انہوں نے اسے بھی بھیج دیا، تاہی اس نے انہیں اندر جانے کا اشارہ کیا... یہ اندر داخل ہوئے، اندر احسان عادل اپنی کرسی پر بیٹھنے لگے، کئی کئی گھنٹے گزرے تھے... میز پر ان کے سامنے پیٹہ تھا، ہاتھ میں قلم، انہیں دیکھ کر انہوں نے ہاتھ روک لیا، ریمان انور نے انہیں بتایا، ان کے پاس ایک ناول کا مسودہ ہے... تعارف کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ان کی سو کے قریب کہانیاں شائع ہو چکی ہیں۔ احسان عادل صاحب نے انہیں بتایا کہ وہ ان کا نام جانتے ہیں وہ اس طرح کہ ان کے ماہانہ پر سچے ماہانہ ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے مسودہ ان سے لے لیا اور انہیں دو دن کے بعد آنے کے لیے کہا، لیکن جب دو دن بعد یہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے انہیں پکڑنے سے انکار کر دیا... اور کہا کہ وہ دو دن پہلے ہرگز ان کے پاس نہیں آئے تھے۔ اس مقدمے میں مجھے ثابت ہے کہ تاہے کہ میرے منگل احسان عادل کے دفتر گئے تھے اور ”ضمیر کا سوداگر“ ناول کا مسودہ انہیں دیا تھا... جسے بعد میں انہوں نے اپنے نام سے شائع کیا... اور اب دھڑا دھڑا اس ناول کو فروخت کر رہے ہیں... بس جناب والا! اپنی

اختصاصی تقریر میں مجھے بھی کہنا تھا۔"

یہاں تک کہ کروہ قدرے جگھے اور پیچھے ہٹ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔۔۔ اب احسان عادل کے وکیل اٹھے، ان کا نام پرویز اختر اور یہ ان کے اپنے ادارے کے وکیل تھے۔۔۔ انہوں نے کہنا شروع کیا۔

"جناب والا! امیر سے منسلک شہر کے ایک بہت مشہور و معروف اور ٹیک نام ادارے عادل پبلشرز کے مالک ہیں، یہ ایک ماہانہ رسالہ بھی شائع کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر ماہ کی کتابیں شائع کرتا ان کا معمول ہے، آج تک کبھی ان کے بارے میں کوئی ایسی بات سننے میں نہیں آئی کہ انہوں نے کسی کا مسودہ اپنے نام سے شائع کر لیا ہو۔۔۔ لہذا یہ ان کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک حد سازش کی گئی ہے۔ اور فریق مخالف کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں، کہ میرے منسلک کے مدعی مسودہ چرائیا ہے۔۔۔ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو یہ عدالت میں پیش کریں۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ مجھے بس یہی کہنا تھا یہاں تک کہ احسان عادل کا وکیل اچھی کرسی پر آ بیٹھا۔

"آپ کو اجازت ہے۔۔۔ ثبوت پیش کریں۔" جج صاحب نے اکبر راہوڑ کی طرف دیکھا۔

"جناب والا۔۔۔ اس کیس میں ہمارے پاس دو گواہ ہیں۔۔۔ وہ بھی دوسرے فریق کے دفتر میں ملازم ہیں، وہ پہلے ہی یہ بیان دے

تھے ہیں کہ رحمان انور وہاں کوئی مسودہ لے کر نہیں آئے تھے، لہذا میں انہیں بلا کر عدالت کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔۔۔ اور براہ راست ہمارے پاس جو ثبوت ہے، وہ پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔"

"ٹھیک ہے، آپ پیش کریں۔"

"جناب والا! جب میرے منسلک احسان عادل صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے تو یہ کسی کو ایک خط لکھ رہے تھے۔۔۔ کرسی پر بیٹھے وقت ان کی نظر غیر اداری طور پر چاڑھی۔۔۔ اس خط پر جناب افضل شیرازی صاحب لکھا انہیں نظر آیا تھا۔۔۔ اب اگر اس زور کی ڈاک میں اس نام کے شخص کو خط پست ہوا ہے، تو میرے منسلک سے جیسا۔۔۔ یہ اس روز وہاں گئے تھے اور انہوں نے مسودہ دیا تھا احسان صاحب کو لہذا میرا مطالبہ ہے۔۔۔ فریق مخالف ڈاک والا رجسٹر پیش کریں۔ ہم اس تاریخ کی ڈاک میں افضل شیرازی کا نام دیکھیں گے۔"

"آپ کو اس بارے میں کوئی اعتراض ہے؟" جج صاحب نے احسان عادل کے وکیل سے پوچھا۔

"جی نہیں جناب والا۔۔۔ اعتراض کیا۔۔۔ آج وہ تاریخ پر رجسٹر پیش کر دیا جائے گا۔"

"تب پھر کل تک لیے عدالت برعزت، آپ کل ہی یہ رجسٹر پیش کریں۔"

"بہت بہتر جناب والا۔"



پہلا کھڑا نہیں۔"

یہ کہہ کر وہکیل کرکری پر چڑھ گیا۔

"اکبر راجپوت صاحب! مناسب ہوگا کہ آپ بھی اس رجسٹر کو  
کھول لیں... تاکہ پھر یہ کیس کی فائل میں شامل کر دیا جائے گا۔"

"بہت بہتر جناب والا۔" انہوں نے دھک دھک کرتے  
دل کے ساتھ کہا۔

اس کا مطلب ہے... وہاں افضل شیرازی کا نام موجود نہیں  
تو درجسٹر پر صفحات بھی شروع سے آخر تک گھسے ہوئے تھے، گو یا رجسٹر  
میں سے کوئی صفحہ غائب بھی نہیں تھا... انہوں نے پرنسکون انداز میں  
رجسٹر کا معائنہ کیا اور پھر عدالت کی میز پر رکھ دیا:

"ٹھیک ہے جناب والا... اب ہم دوسرا ثبوت پیش کریں  
گے۔"

"شروع! کیوں نہیں۔" مخالف وہکیل مسکرایا، اس کے چہرے  
پر کامیابی کی جھلک صاف نظر آ رہی تھی۔

"جناب والا! یہ ہیں وہ کہانیاں جو اس ٹاول سے پہلے  
میرے سائل نے نکالیں اور مختلف رسائل میں شائع ہوئیں اور یہ ہے وہ  
ٹاول... جس کا مسودہ میرے سائل نے احسان صاحب کو دیا اور بعد  
میں جس کو انہوں نے اپنے نام سے شائع کیا... میں نے ٹاول پر اور  
ان کہانیوں پر نشانات لگائے ہیں... چند مخصوص الفاظ جو ایمان انور

جی صاحب انھ کھڑے ہوئے... وہ بھی عدالت سے باہر  
آئے، اکبر راجپوت چپ چپ تھے۔

"آپ کو کیا ہوا اگل...؟" شوکی نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے... یہ ثبوت نہیں ملے گا... مخالف وہکیل کا  
اطمینان تھا ہے، انہیں اس کمزوری کا پہلے سے علم ہے لہذا انہوں نے  
اس کا پہلے ہی کوئی نوڈ کر رکھا ہوگا... ڈاک والے رجسٹر میں ردو بدل  
کر دینا بھلا کیا مشکل ہے۔"

"نہیں اگل... ردو بدل کرنے کے آثار نظر آ جائیں گے۔"

"اور اگر آثار نظر نہ آئے۔"

"اس صورت میں شوکی ہم وہ ثبوت پیش کریں گے... جو ہم  
نے حاصل کیا ہے۔"

"اوہ ہاں... واقعی... تب پھر آپ فکر مند نہ ہوں۔" شوکی

مسکرایا۔

"اچھا... نہیں ہوتا۔" وہ بھی مسکرا دیے۔

دوسرے دن عدالت کی کارروائی شروع ہوئی... مخالف  
وکیل نے رجسٹر کھول کر جی صاحب کے سامنے رکھ دیا اور یوں:

"ریحان انور صاحب کا بیان ہے کہ وہ مسودہ 7 جولاہی کو  
لے کر احسان صاحب کے دفتر میں داخل ہوئے تھے، لہذا سات جولاہی  
کے روز جیتے خطوط پست کیے گئے... ان کے نام پتے یہاں درج ہیں"

صاحب گھسنے کے عادی ہیں اور اپنی تحریر میں غیر اداری طور پر وہ لکھتے ہیں... بالکل وہی الفاظ دہل میں جگہ جگہ دیکھے جاسکتے ہیں۔ مثلاً تاق نہ جانے آگن نیز حاء ایک کر یا دوسرا نم پڑھا... بات بات میں "اگن" کا نمیشن اور ان سب سے بڑھ کر ان کا ایک خاص جملہ... حد ہوگی تو بے تم سے... یہ سب الفاظ ان کہانوں میں نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں... جب کہ اس دہل میں بھی یہ جگہ جگہ نظر آتے ہیں تا..." یہاں تک کہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

بیچ صاحب نے مخالف وکیل کی طرف دیکھا:

"آپ اس بارے میں کچھ کہنا پسند کریں گے۔"

"جی ہاں جناب والا یہ کوئی ثبوت نہ ہوا... اس قسم کے الفاظ تو کوئی رائٹر بھی اپنی تحریر میں لکھ سکتا ہے... کیا اتنی سی بات پر میرے سواکل کو مجبوراً قرار دے دیا جائے گا... جو اس وقت شہرت کی بلند عروج پر ہیں... اور صرف ایک دہل لکھ کر... گو یا ریحان انور سو کہانیاں لکھ کر وہ شہرت حاصل نہ کر سکے جو میرے سواکل نے صرف ایک دہل لکھ کر حاصل کر لی... اور شاید یہی پہلی اور تکلیف ریحان انور کو بدولت میں لے آئی ہے..."

ریحان انور کا رنگ اڑ گیا... اور احسان عادل کے چہرے پر روشنی عارضی نظر آ رہی تھی... ایسے میں بیچ صاحب کی آواز گونجی:

"کیا آپ دونوں اپنے دلائل مکمل کر چکے ہیں؟"

"جی ہاں جناب والا۔"

"اور اس کیس کے سلسلے میں اب آپ دونوں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتے۔"

"جی نہیں جناب والا۔"

"اوکے... تمہیں روز بعد مقدمے کا فیصلہ سنایا جائے گا۔"

وہ عدالت سے باہر آ گئے... ان کے چہرے اترے اترے سے تھے۔

"انگل! کیا ہم یہ کیس ہار رہے ہیں۔" شوکی نے بیٹھی آواز میں کہا۔

"کچھ نہیں کہا جاسکتا۔"

"جب کہ ہم جانتے ہیں... احسان عادل نے چوری کی ہے... ہمارے ریحان انور سچے ہیں۔"

"ہاں ایہ بات ہم جانتے ہیں... لیکن بیچ صاحب یہ باتیں نہیں جانتے... وہ تو فیصلہ اس ٹاکس کا مفاد کرنے کے بعد سنائیں گے جو اس وقت تک دونوں طرف سے ٹکس کی گئی ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... نہ جانے کیا بات ہے، میرا دل تو بیٹھا جا رہا ہے۔"

"اللہ پر بھروسہ رکھو... اللہ پر۔"

اسی روز شوکی کے فون کی گھنٹی بجی... اس نے بے خیالی کے

عالم میں رہے سہو راہنما تو دوسری طرف سے کئی نے پتلی پتلی آواز میں کہا:

"اس کیس کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے... جو میں چاہوں گا وہ فیصلہ ہوگا۔"

"کیا مطلب... آپ کون ہیں؟"

"آپ پہلے اپنے اکبر راہنما سے بات کر لیں، اور میں احسان عادل سے بات کرتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟ یہ آپ نے کیا کہا؟" شوکی نے ہلکا کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اسی طرح کا ایک فون میں احسان عادل صاحب کو کروں گا... آپ دونوں میں سے جو مجھے زیادہ پسند دے گا، کیس کا فیصلہ اس کے حق میں ہوگا۔"

"آپ کا نام...؟" شوکی نے جلدی سے کہا۔

"پاگل ہوئے ہیں... میں اپنا نام اور پتا کس طرح بتا سکتا ہوں؟"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا... شوکی نے فوراً اکبر راہنما کے نمبر مائے رات کی آواز سنتے ہی اس نے کہا:

"اسلام بیگم... ایک نئی خبر سننے کے لیے تیار ہو جائیں۔"

"اب کیا خبر ہے بھی؟" ان کے لہجے میں تسکین تھی۔

"کیا آپ مایوسی کا شکار ہو گئے اگلے؟" شوکی نے پریشان ہو کر کہا۔

"نہیں شوکی... ایسی کوئی بات نہیں، لیکن اس کیس میں مجھے اپنا ہر صاف نظر آ رہی ہے... ہم نے جو ثبوت پیش کیا، جج صاحب اس سے متاثر نہیں ہو سکے۔"

"اس کے باوجود اگلے... امید پر دنیا قائم ہے۔"

"ہاں ایسے... خیر وہ نئی خبر کیا ہے؟"

"ایک گناہ فون موصول ہوا ہے... فون کرنے والے کا کہنا ہے کہ اس کیس کا فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے... وہ جو چاہے، فیصلہ کر سکتا ہے... اگر ہم لوگ اس سے معاملہ طے کریں گے تو جج صاحب فیصلہ ہمارے حق میں سنا دیں گے... ورنہ احسان عادل صاحب کے حق میں ہی دے دیں گے... ہمیں فون کرنے کے بعد وہ انہیں بھی فون کرے گا۔"

"انہیں... کیا مطلب؟" اکبر راہنما نے چونک کر کہا۔

"انہیں... یعنی احسان عادل صاحب کو۔"

"ارے باپ رے... کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو شوکی کہ جو پارٹی اسے بڑی رقم دے گی... وہ فیصلہ اسی کے حق میں کر دے گا... اوہ... میں سمجھ گیا۔"

"اور آپ کیا سمجھ گئے اگلے۔"

"یہ دور گھب دور ہے شوکی... ہر طرف رشوت کا بازار گرم ہے... فون کرنے والا ضرور کوئی رشوت کا ایجنٹ تھا... ایسے لوگوں کا کام ہے کہ ایک پارٹی سے پیسے لے کر آگے دیتے ہیں... اور پھر فیصلہ اس کے حق میں کر دیتے ہیں... جو انہیں پیسے دے... اس کے خلاف فیصلہ سنوا دیتے ہیں۔"

"ان حالات میں آخر لوگ عدالتوں پر کس طرح بھروسہ کرتے ہیں۔"

"کیے بطور چارہ بھی نہیں... آخر کج بو لے والے کہاں جائیں گے... فیصلے تو انہی عدالتوں سے لینے پڑتے ہیں... ہاں یہ ضرور ہے کہ سب کے سب ایسے نہیں ہیں... اچھے لوگ بھی ہیں... جو رشوت سے کوسوں دور بھاگتے ہیں... اللہ اپنا رحم فرمائے... یہ واقعی ایک پریشان کن صورت حال ہے... پہلے چند فیصلہ امید اگر تھی کہ شاید ہمارے حق میں فیصلہ ہو جائے... اب وہ بھی ختم ہوتی محسوس ہوتی ہے... اس لیے کہ احسان عادل بہت دولت مند شخص ہے... وہ فوراً اس آدلی سے بات طے کرے گا..."

"پھر... پھر اب کیا ہوگا اٹکل... کیا ریحان انور کو ہم اس کا حق نہیں دلا سکیں گے۔" شوکی گویا رو دیا۔

"یہاں سے تمہارا کام شروع ہوتا ہے شوکی۔" اکبر راہوہ مسکرائے۔

"جی کیا مطلب... اب ہمارا کیا کام رہ جاتا ہے... عدالت فیصلہ سنانے والی ہے اور ہم اس مسئلے میں بھٹا کیا کر سکتے ہیں۔"

"یہ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دماغ عطا فرمایا ہے نا شوکی... یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے... آج ہم یہ سوچ سوچ کر حیران ہوتے ہیں... دنیا نے سخی ترقی کرتی ہے... کہیں رنگ ایجاد کر لیا... جس کے کام انسانی عقل میں نہیں آتے... لیکن ذرا سوچو... یہ کہیں نہیں تو انسانی عقل کی ایجاد ہے..."

"آپ ٹھیک کہتے ہیں اٹکل۔" آفتاب نے سر ہلایا۔

"جب پھر شوکی... سوچو... غور کرو... دو کون درمیانی آدمی ہے... جسے یہ معلوم ہے... کہ ریحان انور نے مسودہ احسان عادل کو دیا تھا۔"

"او... دو کون ہے۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"یہ تم سوچو گے... تم معلوم کرو گے... کیونکہ فون پر تم اس کی آواز سن چکے ہو۔"

"اوہ ہاں واقعی... اور اٹکل ایسے صرف دو آدمی ہیں... جو یہ بات جانتے ہیں... احسان عادل کے دفتر سے باہر ملنے والے ٹھکرک یا پھر ان کا چیرا ہی... ان دونوں میں سے کوئی ایک ٹائی میں آ گیا ہو اور اس نے سوچا ہو کہ موقع اچھا ہے... جتنے دریا میں ہاتھ دھو... اس وقت احسان عادل سے ایک بڑی رقم وصول کرنا بہت آسان ہے۔"



”بالکل ٹھیک شوکی۔“ اکبر راہور پر جوش انداز میں ہوئے۔

”لیکن اگلے۔“ آفتاب نے ذرے ذرے انداز میں کہا۔

”لیکن کیا۔“ اکبر راہور اس کی طرف مڑے۔

”احسان عادل کا چچا اسی کا کھڑک ہمیں تو فون کر سکتا ہے۔“

وہ احسان عادل سے کیسے فون پر بات کر سکتا ہے۔۔۔ اس کی آواز تو وہ

صاف پہچان لیں گے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ احسان عادل کے مقابلے

پر ہم سے رقم لینے کی کوشش کرے گا۔۔۔ بھلا ہم سے اتنی بڑی رقم مل

جائے گی۔۔۔ نی نہیں۔۔۔ وہ رقم وصول کرے گا احسان عادل سے۔۔۔

ہمیں تو وہ صرف آلہ کار کے طور پر درمیان میں لایا ہے۔۔۔ اب ظاہر

ہے۔۔۔ اگر وہ ہم سے رقم لے گا تو اسے عدالت میں بیان دینا ہوگا۔۔۔

اور اس طرح اسے اپنی ملازمت سے ہاتھ دھوا پڑیں گے۔۔۔ کیا یہ سودا

اس کے لیے لے لے لے کا سودا ہوگا۔۔۔ نی نہیں۔۔۔ لہذا میرا خیال ہے۔۔۔ نہ تو

وہ احسان عادل کا کھڑک ہے۔۔۔ نہ چچا اسی۔۔۔ وہ تو کوئی تیسرا ہے۔“

”کوئی تیسرا۔۔۔ لیکن کسی تیسرے کو یہ بات کیسے معلوم ہے۔“

اور اگر معلوم ہے تو بھی اس کی کیا اہمیت۔۔۔ عدالت تو ثبوت مانگے گی۔

یعنی اس سے پوچھنے کی۔۔۔ جو بات وہ کہہ رہا ہے۔۔۔ اس کا ثبوت کیا

ہے۔۔۔ مثلاً یہ بات تو ہم میں سے ہر ایک کو معلوم ہے کہ احسان عادل کو

ریحان انور نے مسودہ دیا ہے۔۔۔ سوال تو یہ ہے کہ ہم عدالت کو کیسے

یقین دلایں۔“

”تب پھر فون کرنے والا کون ہے۔۔۔ اس کے پاس کیا

بوت ہے؟“ شوکی نے بھنا کر کہا۔

”مجھے نہیں معلوم شوکی۔۔۔ یہ تو ہمیں معلوم کرنا ہے۔۔۔ اگر تم

پا چاہتے ہو۔۔۔ ریحان انور کو اس کا حق مل جائے۔۔۔ تو ہمیں اس

تیسرے کو حاش کرنا ہوگا۔“

”یہ تو ہم جیسا مشکل میں پھنس گئے۔۔۔ ہم اس کیس کو جتنا

آسان اور سیدھا سا دیکھتے تھے۔۔۔ یہ تو اتنی الجھا ہوا تھا۔۔۔ خیر اگلے

پہلے ہم کھڑک اور چچا اسی سے مل کر چند باتیں تو کری کر لیں۔۔۔ اس

طرح ہم ان کی آواز سن سکیں گے اور اندازہ ہو جائے گا۔۔۔ یہ ان میں

سے کسی کا کام ہے یا نہیں۔“

”بالکل ٹھیک۔“ وہ مسکرائے۔

دوسرے دن دو نو بجے صبح احسان عادل کے دفتر میں داخل

ہوئے۔۔۔ کھڑک نے انہیں نظر عمر کر دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں

خوف دوڑ گیا۔

## اتنی بڑی رقم

اسے اس طرح خوف زدہ ہوتے دیکھ کر ان کی حیرت کا کوئی  
ظہان نہ رہا۔۔۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھے۔۔۔ اس کی میز کے آگے کی  
کرسیاں چمکی تھیں:

"کیا ہم یہاں بیٹھ سکتے ہیں۔"

"جی۔۔۔ جی۔۔۔ ضرور۔۔۔ کیوں نہیں۔" اس نے پوچھا کر کہا۔

ان کی حیرت اور بڑھ گئی۔۔۔ کہ آخر یہ شخص اتنا گھبرا کیوں رہا

ہے۔

"بھیس عام طور پر شوکی برادرز کہا جاتا ہے۔۔۔ اور ہم

پرانیو بیٹ جاسوس قسم کی چیزیں ہیں۔" شوکی نے گویا اپنا تعارف کرایا۔

"اوہ اچھا۔۔۔ فرمائیے۔۔۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"آپ کا نام؟" شوکی نے پوچھا۔

"شریف خان۔" وہ بولا۔

"7 جولائی کو جب یہاں رہمان انور آئے تو اس کے ہاتھ میں

مسودہ تھا۔۔۔ یہ ٹھیک ہے نا۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"جی۔۔۔ جی۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ وہ سات کو نہیں۔۔۔ 9 جولائی کو آئے

تھا۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"اچھا۔۔۔ کیا واقعی۔" آفتاب نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"جی واقعی۔۔۔ بھلا میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔"

"ہوں اچھا غیر۔۔۔ ہم ذرا احسان عادل صاحب کے چچا اسی

سے بھی ملتا جا چکے ہیں۔"

"اندر چلے جائیں۔۔۔ وہ ان کے دروازے پر بیٹھا گا۔" اس

نے اشارہ کیا۔

"شکریہ۔" وہ بولے اور اندر کر اندر کی طرف بڑھے۔۔۔

دفتر کے دروازے پر وہ کرسی میں ڈھیر تھا۔۔۔ انہیں دیکھ کر اس

کی جوتانی پر بھی کھیریں ابھر آئیں۔

"کیا بات ہے آپ کون ہیں۔" وہ یکدم سیدھا ہو گیا۔

"شوکی برادرز۔"

"شوکی برادرز۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔"

"سمجھ جائیں گے۔۔۔ 7 جولائی کو جب رہمان انور یہاں

آئے تو ان کے ہاتھ میں مسودہ تھا۔"

"کیا مطلب۔" وہ چونکا۔

اب شوکی نے اپنا تعارف کرایا، پھر اس سے اس کا نام پوچھا۔

"میرا نام نواز بھائی ہے۔"

”شکر یہ نواز بھائی اب ہمارے سوال کا جواب دیں۔“

”ننگ... کون سے سوال کا؟“ اس نے گہرا کر کہا۔

”آجروائی کو جب رحمان انور یہاں آیا تو اس کے ہاتھ میں

مسودہ تھا؟“

”جی نہیں... وہ سات کوٹھیں... نوکو آیا تھا۔“

”معلوم ہوتا ہے... احسان عادل صاحب نے آپ دونوں

کو طے کی طرح پڑھایا ہے۔“

”یہاں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔“ نواز بھائی نے منہ دایا۔

”میں اس لمحے دروازہ کھلا اور احسان عادل باہر نکلے... انہیں

دیکھ کر ان کا چہرہ سرخ ہو گیا... وہ چیخنے کے انداز میں بولے:

”یہاں آپ لوگوں کا کیا کام۔“

”ہم اپنے کیس پر کام کر رہے ہیں۔“

”وہ تو ختم ہو چکا... اب تو عدالت سے فیصلہ سنایا جاتا باقی

بے بس۔“

”لیکن ہمیں ایک مددگار فون موصول ہوا ہے۔“ شکی نے

تر سے کہا۔

”کیا مطلب؟“ وہ چلا اٹھے۔

”اس کا مطلب ہے... آپ کو بھی فون ملا ہے۔“

”فون نہیں... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا۔“ اس نے فوراً

”کسی نے نہیں... یہ ہمارا اندازہ ہے۔“ شکی مسکرایا۔

”اپنے انداز سے اپنے پاس رکھیے... اور چلتے پھرتے نظر

ہے... ورنہ پوچھیں کو بیٹوں گا۔“

”اس کی ضرورت نہیں... ہم چارہ ہیں اور اب آپ سے

مشاورت اللہ عدالت میں ملاقات ہوگی۔“ شکی نے بے کئے انداز میں

”ہاں! وہ تو خیر ہوگی... آخر مجھے بھی فیصلہ سننے کے لیے تو

نہی ہوگا۔“ وہ مسکرایا۔

”وہ باہر نکل آئے... ایسے میں شکی نے کہا:

”آخر کلک شریف خان ہمیں دیکھ کر خوف زدہ کیوں ہو گیا

تو...“

”اس سوال کا جواب ہم اب تک نہیں سوچ سکے۔“

”اب پھر اس سوال کا جواب ہمارے انسپٹر کا شان اہل

ہیں گے... آؤ ایک فون انہیں بھی سنی۔“ یہ کہہ کر شکی ایک پبلک فون

خانہ کی طرف بڑھ گیا... سب انسپٹر کا شان ان کے دوست تھے اور

انہیں بہت پسند کرتے تھے... یہ اکثر ان کے کام بھی آتے رہتے تھے۔

اب بھی سب انسپٹر کا شان کا واسطہ کسی الجھے ہوئے کیس سے چلتا...

اور یہ انہیں بلا لیا کرتے تھے... اور یہ انہیں عجیب طرح سے کیس حل

کر کے دے دیا کرتے تھے۔ اس وقت سب انسپلر کا شان کی طرح  
دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔۔۔

شوکی نے ان کے نمبر ملائے، ان کی آواز سنتے ہی اس نے  
کہا:

"انگل! آپ سے ایک کام ہے۔"

"عارضہ ہوں شوکی۔" اس نے فیس کر کہا۔

"آپ کو احسان عادل کیس کا توجہ ہو گا۔"

"افہارات میں پڑا چکا ہوں۔۔۔ مجھے افسوس ہے۔۔۔ تم  
کیس بار رہے ہو۔"

"ہم ابھی نہیں بارے۔۔۔ ایک دو باتیں سامنے آئی ہیں۔"

انگل۔۔۔ ہم اس وقت احسان عادل صاحب کے دفتر کے باہر موجود  
ہیں۔ کیا آپ آنا پسند کریں گے۔"

"کیا اسی وقت شوکی؟" انہوں نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں انگل۔۔۔ اسی وقت۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ آجاتا ہوں۔۔۔ لیکن کام کیا ہے۔"

"آپ آ رہے ہیں۔۔۔ سبکی تادیبیں گے۔"

"اچھا لھیک ہے۔۔۔ چند روٹ تک پہنچ سکوں گا۔"

چند روٹ بعد وہ ان کی جیب میں پیسے، انہیں تفصیل  
رہے تھے۔۔۔ آخر میں شوکی نے ان سے کہا:

"اب۔۔۔ انگل۔۔۔ سوال یہ ہے۔۔۔ شریف خان ہمیں دیکھ کر  
خوف زدہ کیوں ہوا ہے۔"

"واقعی یہ عجیب بات ہے۔۔۔ لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔"

سب انسپلر کا شان نے کہا۔

"آپ اندر جا کر اسے ایک ٹھہر دیکھا آئیں۔۔۔ شاید اس طرح  
ہم کوئی اہم بات معلوم کر لیں۔"

"اچھی بات ہے شوکی۔۔۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔" وہ مسکرا  
پڑے۔

پھر وہ اس عمارت میں داخل ہو گئے۔۔۔ جونہی انہوں نے  
ٹھہر کو دیکھا، ان کی خوشامیانی پر ہل پڑ گئے۔

"یہ۔۔۔ یہ تم ہو ہوئے خان۔"

شریف خان نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور پھر اس کا  
چہرہ وسیع پڑ گیا۔

"تم نہیں جناب! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ میرا نام  
شریف خان ہے۔"

"لیکن بھی۔۔۔ میں بچکانے میں غلطی نہیں کرتا۔۔۔ مجھے تو  
پولیس میں لایا ہی اس صلاحیت کی بنیاد پر گیا تھا۔۔۔ میں اس وقت کا تفصیل  
تھا۔۔۔ جب تم چوری کے کیس میں پکڑے گئے تھے۔"

"لھیک ہے جناب! لیکن اب میں باعزت ملازمت کرتا



ہوں... کسی جرم سے میرا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔"

"ہم یہ بات بھی مانے لیتے ہیں، لیکن اگر ریمان انور سے آئے تھے اور احسان عادل کو ان کا تاول اس قدر پسند آ گیا تھا کہ انہوں نے اس کو اپنے نام سے شائع کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تو کیا بات ہے، انہوں نے پہلے آپ سے اور نواز بھائی سے بات کی ہوگی کیا ہوگا، اس کو جو ان کی آغ کے بارے میں کوئی بھی پوچھے، جواب دینا کہ نہیں جتنا... یہ ہمارے دفتر میں نہیں آئے تھے... کہنے کو آپ جرم خیال نہیں کرتے، اس لیے کہ آپ کے ذہن میں ایک بات ہے، یہ کہ آپ ان کے ملازم ہیں، لہذا وہی کریں گے، جو یہ کہیں گے... اب اسے سے کام کو آپ جرم کیوں سمجھنے لگے، لیکن یہ آپ کی بھول ہے... ہمارے خیال کے مطابق احسان عادل نے یہ کام کر کے ایک سنگین جرم کیا ہے، جو ان کے جرم کو چھپانے کا وہ جرم میں شریک سمجھا جائے گا... اسے بھی ان کے ساتھ نیکل چاہنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے جتنا اب آپ ان کا جرم ثابت کر دیں گے میں بھی ان کے ساتھ نیکل چلا جاؤں گا۔" شریف خان نے برا سادہ بنایا۔

"اچھی بات ہے، آپ کی مرضی۔"

وہ وہاں سے نکل آئے... ان کے پیروں پر پریشانی صاف نظر آ رہی تھی۔

"اب شوکی... اب کیا ہوگا۔" سب انسپکٹر کا شان نے کہا۔

"وہی ہوگا انکل... جو خدا کو منظور ہوگا۔"

"گناہ ہے... تم یہ کیس بار جاؤ گے... ریمان انور کو اس کا حق نہیں دلا سکو گے۔"

"اللہ مالک ہے... ویسے ایک بات کا ہمیں یقین ہے انکل...

اور وہ یہ کہ گناہ مومن کرنے والا نہ تو شریف خان ہو سکتا ہے، نہ نواز بھائی... اس لیے کہ انہیں تو سامنے آنا پڑے گا، چاہے وہ ہم سے رقم

لیں چاہے احسان عادل سے... دونوں صورتوں میں وہ جیسے نہیں رہ

سکتے... اس لیے وہ کوئی تیسرا آدمی ہے... اس تیسرے کو اگر احسان

عادل سے ایک بڑی رقم مل جائے تو وہ بالکل خاموش چھپ جائے گا اور

اگر ہم ان کی نسبت اسے بڑی رقم دے دیں...

"لل... لیکن یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... ہمارے بیک

میں تو..." آفتاب نے نگہ کر کہا چاہا۔

"اوہو! میں سمجھتا ہوں... ہمارا مکمل ایک غریب آدمی

ہیں... ہم بھی غریب ہیں... ہمارے انکل راجو بھی اسے امیر نہیں...

لیکن میرے ذہن میں ایک صاحب ہیں... شاید وہ احسان عادل سے

بڑی رقم دے سکیں... فی الحال بات فرض کر کے کہہ رہا ہوں... اگر ہم

اس تیسرے کو ایک بڑی رقم دینے کے قابل ہو جائیں تو پھر اسے

عدالت میں پیش ہو کر احسان عادل کے خلاف دو ثبوت پیش کرنا ہوگا۔

اس طرح گویا وہ سامنے آنے سے نہیں ڈرتا۔ سوال یہ ہے وہ کون ہے۔  
 "شکی یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔"

"ہاں نہیں وہ کون ہے... پہلے آپ یہ بتائیں... وہ کون ہے جو اس کیس میں ایک بڑی رقم دے سکتا ہے... مجھے تو دور دور تک ایسا کوئی آدمی نظر نہیں آ سکتا۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"بابا... تم اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ... ایسا آدمی ہمارے پاس موجود ہے۔" شکی ہنسا۔

"آخر وہ کون ہے۔"  
 "اجمل خان کے والد اکمل خان... وہ بہت بڑے کاروباری آدمی ہیں۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔  
 "اور اب ہم اس سے ملنے جا رہے ہیں۔"

"تب پھر ریحان انور کو ساتھ لے چلتے ہیں۔" آفتاب نے مشورہ دیا۔

"اوکے۔" شکی نے فوراً کہا۔  
 "میں تو پھر چلتا ہوں... میری ضرورت محسوس ہو تو بلا لینا...

ویسے میرا خیال ہے، احسان عادل نے اپنا کام بہت نکال کر رکھا ہے...  
 تم انہیں مجرم ثابت نہیں کر سکو گے۔"

"آپ بھول رہے ہیں اگلے... شکی مسکرایا۔

"اور میں کیا بھول رہا ہوں... ذرا مجھے یاد کرادیتا۔" وہ کہنے۔

"یہ کہ جرم چھپ نہیں سکتا... مجرم سے کوئی نہ کوئی غلطی ضرور ہوتی ہے اور یہ کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔"

"ارے باپ رے! یہ تو بہت سی باتیں ہو گئیں... اچھا بھئی تم جانو... میں چلا۔"

اب وہ ریحان انور کو ساتھ لے کر اکمل خان کے گھر پہنچے...  
 ان کی عالی شان کوٹھی دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہو گئے... اکمل خان ان سے بہت گرم چوٹی سے ملے... ساری بات سن کر وہ فوراً بولے:

"پر وازہ کریں... چپے بھی ہو... احسان عادل کے جھوٹ کا پردہ فاش کریں... جو رقم اس تیسرے کو وہ دے سکتا ہے، میں اس سے دو گنا رقم دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ! اب ہمارا حوصلہ بہت بڑھ گیا... ہم دھڑلے سے اس تیسرے سے بات کر سکیں گے... یہ کہہ کر وہ انھیں کھڑے ہوئے۔

"لیکن بھائی جان... آخر ہم یہ کیس رشوت دے کر کیوں جیتنا چاہتے ہیں۔" آفتاب نے براہ راست بتا کر کہا۔

"غلط کہیے... ہم اس تیسرے کو رقم دینے کی صرف بات کریں گے... دیں گے نہیں..."

"جب پھر یہ بات اکمل خان صاحب سے کرنے کی ضرورت تھی؟"

"تاکہ جب ہم تیسرے سے بات کریں تو ہمارے اندر چھٹی ہو۔"

"پہلے ٹھیک ہے۔"

دوسرے دن اس کا فون پھر آیا۔ وہ چونک گئے۔ اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"شوکی بات کر رہا ہوں جناب۔"

"کیا فیصلہ کیا؟" اس نے پوچھا۔

"احسان عادل آپ کو کتنی رقم دینے کے لیے تیار ہیں۔"

"دو لاکھ روپے۔"

"ہم چار لاکھ دیں گے۔"

"بے پر کی اڑا رہے ہو۔" وہ ہنسا۔ اس کی فنی میں ایک عجیب سی ٹھٹھکی تھی۔ یہ ٹھٹھکی شوکی نے پہلی بار محسوس کی اور اس کو اپنے دماغ میں محفوظ کر لیا۔

"نہیں جناب انھوں بات کر رہا ہوں۔"

"تم نے دو لاکھ خواب میں بھی دیکھے ہیں۔"

"اگر آپ کے خیال میں ہم نہیں دے سکتے... تو اس مسئلے میں آپ ہمارے بات کیوں کرتے ہیں۔" شوکی کو فضا آ گیا۔

"رہیت بڑھانے کے لیے۔" وہ پھر ہنسا۔

"اگر کیا مطلب جناب؟ رہیت بڑھانے کے لیے۔"

"ہاں! اب میں احسان عادل کو بتاؤں گا کہ تم مجھے چار لاکھ دینے کے لیے تیار ہو۔" تو وہ یقین نہیں کریں گے۔"

"تماری طرف سے آپ کو اجازت ہے، انہیں بتا دیں، اس مسئلے میں ہمارا ساتھ اکمل خان دے رہے ہیں۔" اکمل انٹرنیٹ کا نام

ساتھ ہے۔"

"اوہ... دو اکمل خان۔" وہ چونکا۔

"جی ہاں اوہ اکمل خان۔"

"بہت خوب! یہ بہت زوردار بات ہوئی... اب میں یقیناً ایک بڑی رقم حاصل کر سکوں گا۔" پہلے احسان عادل صاحب کہہ رہے

تھے... وہ دھوکے کھانے کی دھم دے سکتے ہیں بھلا۔"

"یہ کیا تھا انہوں نے۔" شوکی نے جھٹکا کر کہا۔

"ہاں! ایسی کہا تھا۔"

"جب پھر تماری طرف سے آٹھ لاکھ۔"

"ارے باپ دے... یہ تو بہت تیزی سے رقم بڑھنے لگی۔"

"یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا۔"

"ہم انکل کا نشان کے ذریعے اس کا فون نمبر معلوم کرنے کی

کوشش کیوں نہ کریں۔" آفتاب نے پوچھا۔

”کوئی فائدہ نہیں... وہ کسی پبلک فون بوتھ سے بات کرتا

ہے۔“

”چین اب کیا ہو گا۔“

”دیکھتے ہیں... اب وہ احسان عادل سے کیا کہتا ہے؟“

”چین ہمیں کیسے بتا چکے گا... احسان عادل واقعی اسے اتنی

بڑی رقم کی پیشکش کر رہے ہیں یا وہ گپ چھوڑ رہا ہے۔“

”ہم فون پر ان سے بات کیوں نہ کر لیں۔“ شوکی نے

مذہب کے طور پر ان کی طرف دیکھا۔

”یہ ٹھیک رہے گا۔“

شوکی نے دفتر پہنچ کر احسان عادل کے نمبر ملائے، ان کی

آواز سن کر وہ بولا:

”بلیک میلر صاحب کو آپ نے دو لاکھ کی پیشکش کی تھی...“

ہم نے آٹھ لاکھ کی کر دی۔“

”کیا!!!!“ وہ چلا اٹھے۔

”ہاں جناب! ہم اور کیا کرتے۔“

”تم اتنی بڑی رقم کہاں سے دو گے۔“

”یہ رقم ہمیں مکمل خان دیں گے... مکمل انٹرنی کے مالک۔“

”نہیں نہیں۔“

وہ بڑی قوت سے چلائے اور پھر انہوں نے فون بند کر دیا۔

## ملاقات

اکمل خان کے فون کی گھنٹی بجی... انہوں نے ریسیور اٹھا لیا تو دوسری طرف سے احسان عادل نام بتایا گیا... ان کی پیشانی پر غل پڑ گئے:

”فرمائیے! آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔“

”میں نے سنا ہے... آپ نے شوکی برادرز سے وعدہ کیا

ہے... اس بلیک میلر کو رقم آپ دیں گے۔“

”اس صورت میں اگر آپ اسے رقم دینے کی کوشش کریں

گے۔“

”وہ ہم دونوں گروپوں کو کونٹے کے پتھر میں ہے جناب! اس

کے جال میں نہ آئیں۔“

”جیسی مشورہ میں آپ کو دوں گا۔“

”آپ کے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔“

”فورا اپنے جرم کا اقرار کر لیں... اس غریب کا حق اسے

دے دیں... اس طرح آپ شاید سزا سے بچ جائیں... عدالت کا



فیصلہ ہونے پہ پہلے پہلے رحمان انور سے صلح کر لیں۔۔۔  
 ”کیس کا فیصلہ میرے حق میں ہو رہا ہے جناب۔۔۔ پھر بھی  
 میں رحمان انور سے صلح کے لیے تیار ہوں، آپ اسے اپنے دفتر میں  
 بلا لیں۔۔۔ میں بھی آجاتا ہوں۔۔۔“

”اچھی بات ہے، آپ ایک گھنٹے بعد آجائیں۔“ وہ بولے۔  
 ”بہت بہت شکریہ جناب۔“ اور فون بند کر دیا گیا۔

اکمل خان نے شکی کو فون کر کے یہ خبر سنائی۔۔۔ اس نے فوراً  
 کہا:

”ہم رحمان انور کو لے کر آرہے ہیں اگلے۔“  
 ”بالکل ٹھیک۔“ وہ بولے اور فون بند کر دیا۔

شکی نے اکبر راہور کو فون کیا اور نئی صورت حال بتائی۔۔۔  
 انہوں نے فوراً کہا:

”جب میں ساتھ چلوں گا شکی۔۔۔ کہیں احسان عادل کوئی  
 پکڑ نہ دے جائے۔“

بہت بہت شکریہ اگلے۔“ شکی نے خوش ہو کر کہا۔  
 ایک گھنٹے بعد وہ سب اکمل خان کے دفتر میں موجود تھے۔۔۔

آخر میں احسان عادل وہاں آئے۔۔۔ ان سب کو دیکھ کر وہ بری طرح  
 چمکے۔

”آپ نے اتنے لوگوں کو جمع کر لیا۔۔۔ یہ معاملہ تو صرف

رحمان انور سے طے ہونا تھا۔“

”معاذ اب بھی رحمان انور سے ہی طے ہوگا۔۔۔ آپ غم نہ

کر لیں۔“ اکبر راہور بولے۔

”اچھی بات ہے۔۔۔ عدالت سے اگرچہ فیصلہ میرے حق میں

ہونے والا ہے۔۔۔“

”دیکھیے جناب ابھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔“ اکبر راہور فوراً

بولے۔

”خیر! میں جملہ یوں کہہ دیتا ہوں۔۔۔ اس بات کا امکان نظر

آ رہا ہے کہ فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔“ انہوں نے برا سامنا بنایا۔

”چلیے آپ یہ کہہ لیں۔“ اکبر راہور نے برا سامنا بنایا۔

”ہم دونوں فریق آخر اس بلیک میلر کے جال میں کیوں

آئیں۔۔۔ اسے دو چار یا آٹھ لاکھ کیوں دیں۔۔۔ جب کہ ہم آپس میں

بھی فیصلہ کر سکتے ہیں۔۔۔ اور جب ہم آپس میں فیصلہ کر لیں گے تو پھر

اس بلیک میلر کی دال ہرگز نہیں گنگے گی۔“

”آپس میں فیصلہ کی کیا صورت ہوگی جناب۔۔۔ ہم سمجھے نہیں،

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔“

”میں اور رحمان انور صلح کر لیتے ہیں۔۔۔ فیصلے سے پہلے

عدالت کو لکھ کر دے دیتے ہیں کہ دونوں نے صلح کر لی ہے۔۔۔ اس

صورت میں عدالت کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

کر لیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اکبر راجہ اور اس کی طرف مڑے۔۔۔

"کیا ہم الگ چل کر اس بارے میں مشورہ کریں۔"

"اس کی ضرورت نہیں اٹکل۔۔۔ ایک پیش کش محترم احسان

عادل نے کی ہے مجھے۔۔۔ ایک پیش کش انہیں میں کرتا ہوں۔۔۔"

ریحان انور نے موت کی حد تک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ ریحان انور۔۔۔ کیسی پیش کش۔" اکبر

راجہ نے خیران ہو کر کہا۔

"یہ اخبارات میں صرف اتنا اعلان کر دیں کہ یہ ناول واقعی

ریحان انور کا ہے۔۔۔ اور آئندہ اسی کے نام سے شائع ہوگا۔۔۔ اور بس

مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہیے۔" ریحان انور نے دکھ بھرے

لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہا ریحان انور اس کے علاوہ آپ کو کچھ نہیں

چاہیے۔" اکبر راجہ کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی، ہاں سب کے

چہروں پر بھی حیرت نظر آتی۔

"جی ہاں اٹکل! میں نے یہی کہا ہے، یہ اخبارات میں اعلان

کر اویں کہ یہ ناول واقعی ریحان انور کا ہے اور آئندہ جو ایڈیشن

چھاپیں۔۔۔ وہ میرے نام سے چھاپیں۔۔۔ بس! میں صرف یہ چاہتا

ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے جناب۔۔۔ کہ عدالت کو کوئی اعتراض نہیں

ہوگا، لیکن اس صلح کی صورت کیا ہوگی۔۔۔ آپ کن شرائط پر صلح کرنا

چاہتے ہیں۔"

"اس وقت تک میں نے جتنی کتابیں فروخت کی ہیں۔۔۔ ان

سب کا منافع میں ریحان انور کو دینے کے لیے تیار ہوں۔۔۔ آئندہ جتنی

کتاب فروخت ہوگی، اس کا بھی نصف منافع میں انہیں دیتا رہوں گا۔

اور فرمائیں۔"

"آپ کا مطلب ہے۔۔۔ آپ یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔۔۔

ریحان انور نے آپ کو اپنے ناول کا مسودہ دیا تھا۔" شوکی نے جلدی

سے کہا۔

"میں نے یہ بات نہیں کہی۔" انہوں نے منہ بتایا۔

"تب پھر آپ کی بات کا مطلب کیا ہے۔"

"میں صرف اس بلیک میل سے بچنا چھڑانا چاہتا ہوں۔"

"لیکن کیوں۔۔۔ اگر ریحان انور نے مسودہ آپ کو دیا ہی

نہیں تھا تو آپ کیوں اس کے ہاتھوں بلیک میل ہوتے ہیں۔"

"مجھے نہیں معلوم، اس کے پاس کچھ ہے یا نہیں۔۔۔ وہ عدالت

میں کوئی چیز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔۔۔ میں تو بس یہ چاہتا ہوں، ہم اس

کے ہاتھوں میں نہ پھیلے۔"

"ہوں۔۔۔ خیر ہم اس بارے میں ریحان انور سے بات

"اور... اور وہ لاکھوں روپے جو یہ اس وقت تک کما چکے ہیں۔"

"یہ... یہ بے شک مجھے ان میں سے ایک روپیہ بھی نہ دیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

دوبہ دھک سے رو گئے... پیرا کبر راضو کی آواز ابھری۔

"اس میں شک نہیں ریمان انور! آپ ایک بچے اور بچوں... اور بچہ ہوتا ہی وہ ہے... جو سچا ہو... میں آپ کے ان الفاظ کی

بلندی کو بہت اچھی طرح محسوس کر رہا ہوں... اور اب احسان عادل صاحب کا جواب سننا چاہتا ہوں۔"

اب سب کی نگاہیں احسان عادل پر جم گئیں... وہ حیرت کا

بت بنے بیٹھے تھے، انہیں یوں لگا جیسے اب اس بت میں زندگی کی رونمائی ہو رہی ہو... لیکن پھر ان کے ہونٹوں میں حرکت ہوئی... انہوں

نے سنا وہ کبر ہے تھے:

"یہ نہیں ہو سکتا... میں اپنے ادارے کی سادگی اپنے ہاتھوں ذمہ داروں... یہ نال میں نے لکھا تھا، میرے نام سے ہی چھپتا رہے گا..."

"جب پھر میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا... اب جو ہوگا... عدالت میں ہوگا... بلکہ مگر کو آپ پر یہ سکتے ہیں... خرچہ لیں... ہم

میں... اور یہ جتنی دیکھوں والی تھی۔

"جب پھر میں چلا... عدالت سے فیصلہ میرے حق میں

نے دلا ہے۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ اس تیسرے کا کیا کریں گے... جو اس کیس کا

نہایت سہل ہے۔" مکمل خان نے طرہ امتیاز میں کہا۔

"میں... اسے میں خریداؤں گا۔" اس نے اپنے پر ہاتھ

را اور وہاں سے چلے گئے... دوبہ سوچ میں گم ہونے لگے... کتنے

ی لحاظ رکھتے کے عالم میں گزر گئے... پھر شوکی کی آواز ابھری:

"اب... کیا... ہوگا... اٹکل۔"

"شوکی! ہمارے پاس صرف اور صرف ایک راستہ ہے... یہ کہ تم اس تیسرے شخص کا سراغ لگالو... آخر تم ایسا کیوں نہیں کر سکتے

شوکی۔" اکبر راضو پر زور امتیاز میں بولے۔

"بہت بھتر اٹکل... ہم اب دن رات ایک کر دیں گے... اس کا سراغ لگا کر دیں گے۔"

"بہت خوب شوکی... اگر تم نے اسے تلاش کر لیا... تو پھر

میں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" وہ خوش ہو گئے...

اب شوکی پر اور زور اپنے دفتر آئے اور سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔

"اس کیس میں کل کتنے نام ہمارے سامنے آتے ہیں...

آفتاب ذرا گھٹا۔" شوکی نے سوچ کر کہا۔

احسان عادل کے کہنے پر وہ یہ بیان نہ دے سکا تو کیس کا فیصلہ پھر  
 ہمارے حق میں ہوگا۔۔۔" شکی نے جلدی جلدی کہا۔  
 "شب یہ بات نواز بھائی بھی سوچ سکتا ہے۔"  
 "میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔۔۔ کیوں نہ ہم ان  
 دونوں کی عمرانی شروع کر دیں۔۔۔ شاید یہ سکیم ان دونوں کی ہو اور وہ  
 کبھی مل بیٹھ کر اس بارے میں باتیں کرتے ہوں۔"  
 "بالکل ٹھیک۔۔۔ تینوں ایک ساتھ ہو لے۔"  
 "آؤ پھر۔۔۔ میں اور اشفاق نگرانی کریں گے شریف خان کی"  
 "آفتاب اور اشفاق نگرانی کریں گے نواز بھائی کی۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ شام کے ساڑھے چار بج رہے تھے۔  
 احسان عادل کا دفتر پانچ بجے بند ہوتا تھا۔ آج وہ اس کے دفتر کے سامنے  
 پہنچ گئے اور مناسب فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔  
 "اب چائیس۔۔۔ یہ دونوں پیدل جاتے ہیں یا بس وغیرہ کے  
 ذریعے۔" اشفاق نے انہیں کے عالم میں کہا۔

"جیسے بھی جائیں۔۔۔ ہم تعاقب کریں گے۔۔۔ اب ہم اس  
 کیس میں کچھ نہ کچھ کر کے رہیں گے۔" شکی نے غصے سے کہا۔  
 پھر پانچ بج گئے۔۔۔ انہوں نے دونوں کو باہر نکلتے دیکھا۔  
 دونوں الگ الگ سمت میں روانہ ہوئے۔۔۔ انہوں نے مناسب فاصلہ  
 رکھ کر تعاقب شروع کیا۔۔۔ یہاں تک کہ انہیں ان کے گھروں میں داخل

"ریحان انور۔۔۔ شریف خان، نواز بھائی، احسان عادل  
 اجمل خان، اکمل خان۔۔۔ ہم لوگ اور انکس راضیہ۔۔۔ اور ہاں۔۔۔  
 احسان عادل کے وکیل۔۔۔"  
 "ان میں سے تیسرا کون ہو سکتا ہے۔" شکی نے کہا۔  
 "ہو سکتا ہے، احسان عادل کے وکیل نے کوئی اہم بات  
 معلوم کر لی ہو اور اب وہ پیسے بنانے کے پھر میں ہو۔" آفتاب نے  
 کہا۔

"ہاں اس کا امکان ہے۔۔۔ ہم فون پر اس تیسرے کی آواز  
 سن چکے ہیں۔۔۔ اور عدالت میں ہم نے وکیل کی آواز بھی سنی ہے۔  
 لیکن میرے خیال میں تو وکیل کی آواز فون والی آواز نہیں ہے۔"  
 "ہاں امیر ابھی یہی خیال ہے۔" اشفاق نے کہا۔

"گو یا وکیل کو اس معاملے سے الگ کرنا پڑے گا۔۔۔ میں پھر  
 کیوں گا۔۔۔ یہ کام شریف خان کا ہے۔۔۔ وہ پہلے بھی جرائم کرتا رہا  
 ہے۔۔۔ باقی رسی یہ بات کہ اس طرح وہ اس ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے  
 گا۔۔۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص کو لاکھوں روپے مل رہے ہوں  
 وہ ایک ٹھکر کی نوکری کی کیوں پروا کرنے لگے۔"

"اوہ ہاں واقعی۔۔۔ ہم تو جانتے ہیں کسی تیسرے کے پھر میں  
 پکراتے رہے۔۔۔ یہ کام تو واقعی شریف خان کا ہے۔۔۔ اگر وہ عدالت  
 میں یہ کہہ دے کہ واقعی ریحان انور مسودہ لے کر وہاں آیا تھا۔ لیکن



ہوتے دیکھ لیا...

وہ کھڑے انتظار کرتے رہے... یہ کام عدد رہے اکتا دینے والا تھا... آخر خدا کا کر کے آفتاب نے نواز بھائی کو کمر سے نکلے دیکھا... اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ ایک بار پھر عقاب شروع ہوا... جلد ہی نواز بھائی ایک باغ میں داخل ہوا... دونوں پر جوش سوار تھا... بہت احتیاط سے وہ عقاب کرتے رہے... درختوں اور چادروں کی اوٹ لے لے کر آگے بڑھتے رہے...  
ایک آنکھ انہوں نے اسے ایک بچہ کی طرف بڑھتے دیکھا...  
بچہ پر شریف خان بیٹا نظر آیا۔

☆☆☆

## کمال ہو گیا

اور شریف خان کے وہاں موجود ہونے کا مطلب یہ تھا کہ شوکی اور علاقہ بھی وہیں کہیں موجود تھا...

"آپا... شریف خان... تم یہاں موجود ہو... کمال ہے۔"

"اس میں کمال کی کیا بات... بھی یہ ایک باغ ہے... اس

میں لوگ گھومنے پھرنے آتے ہی رہتے ہیں... میں تو یہاں باقاعدہ

آتا ہوں۔" شریف خان مسکرا کر بولا۔

"آتا تو میں بھی ہوں... لیکن عماری یہاں ملاقات پہلے بھی

نہیں ہوئی۔" نواز بھائی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"خیر آؤ بیٹو... سناؤ... کیا حال ہے۔"

"میں تو آج کل دن رات احسان عادل صاحب کے

بارے میں سوچ رہتا ہوں... بے چارے پر کتنا برا اثر ام عاید کیا ہے

اس جھوٹے ریمان انور نے... بھی گمراہ کم ہمس تو ہر بات معلوم ہے

تاکہ وہ سات بولاٹی کو ہرگز ہرگز نہیں آیا تھا..."

"بالکل ایسی بات ہے... لیکن اب اس میں پریشان ہونے

کی کیا بات ہے... فیصلہ تو احسان عادل صاحب کے حق میں ہی ہونے والا ہے۔"

"یہ ٹھیک ہے... لیکن ایک بار جو بدنامی ہو جاتی ہے، وہ مٹانے نہیں ملتی... لوگ خیال کریں گے... احسان عادل نے ضرور رشوت کے ذریعے اس مقدمے کا فیصلہ اپنے حق میں کرا لیا ہے... اور اس طرح ریمان انور کے ساتھ بہت غم ہوا ہے... جب کہ اصل بات یہ ہے کہ اس کیس کا اصل مجرم ریمان انور ملوث ہے... اس نے یہ سارا ذرا مابہ چارے احسان عادل کو بدنام کرنے کے لیے کیا ہے۔"

"ہوں... واقعی..."

"اور شریف خان... پولیس تو اب تم پر بھی شک کر رہی ہے۔" انور کا بھائی کی آواز ابھری۔

"ہو وائیں... جب ہمارا کسی جرم سے تعلق ہی نہیں ہے... تو وہ کرتے رہیں شک... یہ ٹھیک ہے... پہلے میرا تعلق جرم کی دنیا سے رو چکا ہے... لیکن اب تو میں ایمان دارانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔"

"بالکل بالکل... تم نے جو جرم کیا تھا، اس کی سزا بھگت چکے ہو... اور اس معاملے میں تو مجرم ہی ریمان انور ہے... دراصل یہ کسی دوسرے پیشتر کی کوئی سازش ہے... اور یہ سازش کی گئی ہے ریمان انور کے ذریعے... جو لوگ ریمان انور کا ساتھ دے رہے ہیں... وہ بے چارے کیا جانیں... ریمان انور کیا ہے۔"

"خیر بھائی ہمیں کیا... آؤ... ذرا باغ کا ایک پتھر لگا لیں۔"

دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور چلتے ہوئے ایک سمت میں بڑھ گئے... اب وہ چاروں جمع ہوئے اور ایک دوسرے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھنے لگے...

"یہ... یہ ہم نے کیا سنا ہے... کیا ان کی باتوں میں کوئی صداقت ہے؟"

"ہمیں تو پتہ نہیں چل رہا ہے... دل نہیں مانتا کہ ریمان انور ایسا ہو سکتا ہے..."

"لیکن یہ لوگ پھر یہ باتیں کیوں کر رہے تھے... اب تک ہم یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ شریف خان اور انور کا بھائی احسان عادل کے جرم پر پردہ ڈال رہے ہیں، اس لیے کہ وہ ان کے ملازم ہیں... لیکن ان کی باتوں سے تو لگتا ہے... اس معاملے میں احسان عادل بالکل بے گناہ ہیں اور مجرم کوئی دوسرا پیشتر ہے... جس نے ریمان انور کے ذریعے یہ پتھر چلایا ہے..." "شوکی نے جلدی جلدی کیا۔"

"ان کی باتوں سے یہ ظاہر ضرور ہو رہا ہے... لیکن ہم نے ریمان انور کا بغور جائزہ لیا ہے... وہ جھوٹا نظر نہیں آتا... جب کہ ان کا تعلق جرائم سے رہا ہے... یہ ان کی چال ہے... کسی طرح ہمیں اس تیسرے کا سراغ لگانا ہوگا... آخر وہ کون ہے... اسے یہ بات کس طرح معلوم ہے کہ احسان عادل مجرم ہے... اس کے پاس آخر کیا

ثبوت ہے۔۔۔

”ہاں اس مسئلے کا واحد یہی ہے۔۔۔ یہ دونوں تو دراصل ہمیں غلط راستے پر لگانا چاہتے ہیں۔۔۔ انہیں معلوم تھا، ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔“

انہوں نے دیکھا۔۔۔ وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔۔۔ وہ اب وہاں رک کر کیا کرتے، گھر آ گئے۔۔۔ اسی وقت فون کی کھنٹی بجی، شوکی نے جرنی ریسورٹ اٹھایا، اسی تیسرے کی آواز سنائی دی۔

”کیوں۔۔۔ کیا رہا۔۔۔ تم لوگوں نے کیا سوچا؟“

”ہم ہر حال میں احسان عادل کے جرم سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں، لہذا آپ سے بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔۔۔ آپ بتائیں، آپ کا مطالبہ کیا ہے۔“

”اس وقت احسان عادل نے جتنی دولت یہ کتاب چھاپ کر کمائی ہے۔۔۔ وہ سب۔۔۔ اس نے ہنس کر کہا۔

”کیا مطلب؟“

”کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں۔۔۔ میری بات بالکل واضح ہے۔“

”لیکن وہ دولت تو احسان صاحب کے پاس ہے۔“

”جب آپ کیس جیت جائیں گے۔۔۔ تو وہ تمام دولت رحمان انور کر لے گی۔۔۔ اس وقت آپ وہ مجھے دیں گے۔“

”ہم پیٹل رحمان انور سے بات کر لیں۔“

”ضرور کیوں نہیں۔“

”لیکن اگر احسان عادل صاحب نے آپ کو اس سے بھی زیادہ رقم دینے کا فیصلہ کر لیا تو؟“

”اب میں اس کا نہیں۔۔۔ آپ کا ساتھ دوں گا۔۔۔ میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے، لیکن اگر آپ نے مجھ سے معاہدہ نہ کیا تو پھر میں اس سے معاملہ طے کرنے پر مجبور ہوں گا۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ مشورہ کر کے بتائیں گے۔“

”اوکے۔۔۔ میں جتن کھینے بعد فون کروں گا۔“

انہوں نے یہ سسٹی فیز خیر اکبر انصاری صاحب کو سنائی۔۔۔ سن کر وہ بولے:

”رحمان انور کو اگر یہ بات منکھور ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔۔۔ لیکن اس طرح اس بے چارے کے ہاتھ کیا آئے گا۔“

”ہاں واقعی۔۔۔ لیکن خیر۔۔۔ اس سے بات تو کی جائے۔“

وہ فوراً رحمان انور سے ملے۔۔۔ اور اس اور اس انداز میں انہوں نے اس کتاب آدمی کی یہ بات اسے بتائی۔۔۔ وہ تو سن کر اچھل پڑا۔

”واہ۔۔۔ اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔“

”کیا مطلب۔۔۔ رحمان انور صاحب یہ آپ نے کیا کہا۔“

شوکی دھک سے رو گیا۔

”کیوں... کیا بات ہے۔“

”آپ نے شاید غور سے بات نہیں سنی... وہ تمام دولت

مانگ رہا ہے۔“

”تو کیا ہوا... میرا ہاتھ تو میرے نام سے شائع ہو گا...

احسان عادل کا جرم تو ثابت ہو جائے گا... اس نے جو قلم کیا... اس

سے تو پورا ملک باخبر ہو جائے گا... کیا یہ کم انعام ہو گا میرے لیے۔“

شوکی برادرز بھونچکے سے اسے دیکھتے رہ گئے... آخر شوکی

کے منہ سے نکلا۔

”کیا آپ... مسٹر ریحان انور... اسی دنیا کے انسان

ہیں۔“

”ہاں بالکل... اللہ کا شکر ہے...“ ریحان انور مسکرایا۔

”تب پھر... ہم اس سے بات کر لیں۔“

”ضرور... کیوں نہیں۔“

شوکی برادرز گھر آئے... اکبر راضو کو ریحان انور کا فیصلہ

سنایا تو وہ بھی دھک سے رو گئے اور بولے:

”خیرت انگیز بھی... اس بچے نے تو میری آنکھیں کھول

دیں... لیکن شوکی کیا ہی اچھا ہو رہم اس سے سودا کرنے کے بجائے

اس کا سراغ لگائیں۔“

”ہم یہ کوشش ضرور کریں گے... اس دولت پر اس کا نہیں...“

ریحان انور کا حق ہے... یہ اور بات ہے کہ وہ ایک سچا ادیب ہے...

اور اس سچائی کے مقابلے میں اس کی نظروں میں دولت کی کوئی اہمیت

نہیں ہے۔“

پھر تین گھنٹے بعد اس کا فون پھر آیا... شوکی نے فوراً کہا۔

”ریحان انور کو یہ سودا منظور ہے جناب... اب آپ بتائیں

اس کا کیا طریقہ ہو گا... ہمیں کیا کرنا ہو گا۔“

”ایک تحریری معاہدہ ہو گا... اس پر ریحان انور کے...

آپ چاروں کے اور اکبر راضو صاحب کے دستخط ہوں گے... آپ

لوگ لکھ کر دیں گے کہ میرے خلاف آپ لوگ کوئی قانونی کارروائی

نہیں کریں گے... میں تو دراصل اس ثبوت کی قیمت وصول کروں گا...

اور یہ کوئی جرم نہیں ہو گا... آپ کو یہ لکھ کر دیا ہو گا... پھر میں آپ کے

ساتھ ثبوت لے کر شوہر آ جاؤں گا۔“

”اور معاہدہ تحریر کر کے آپ کو کیسے دیا جائے گا...“

”میں ایک فرضی نام بتاؤں گا... آپ لکھنے پر وہ فرضی نام

لکھ کر جہاں بتاؤں... وہاں رکھ آئیں گے... میں اتفاقاً وہاں سے اٹھا

لوں گا... اتفاقاً وہ رکھ کر اگر آپ وہاں رکے... تو معاہدہ مکمل... پھر

فیصلہ احسان عادل کے حق میں ہو جائے گا اور ریحان انور جہود ثابت

ہو جائے گا... لہذا اگر آپ کیس جیتنا چاہتے ہیں... تو آپ کو میری



ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔۔۔

”اچھی بات ہے۔۔۔ ہم آج رات ہی معاہدہ تحریر کر دیں گے۔۔۔ اس لیے کہ پرسوں عدالت فیصلہ سنانے والی ہے۔۔۔ اور ہمیں وہ ثبوت فیصلے سے پہلے پیش کرنا چاہیے۔“

”میری طرف سے کوئی دیر نہیں ہے۔۔۔ آپ معاہدہ تحریر کر لیں۔۔۔ میں رات کو ہی فون کر دوں گا۔“

”بہت بھڑا“ شوکی نے کہا اور اس نے فون بند کر دیا۔

شوکی نے فون پر اکبر راضو کو یہ باتیں بتائیں۔۔۔ سن کر وہ

بولے۔

”تم وہ ہیں آ رہا ہوں۔۔۔ تم ریمان انور کو بھی سہیں جا

لو۔۔۔“

”بہت بھڑا نکل۔“ شوکی نے کہا۔

فون رکھ کر شوکی نے اخلاق سے کہا۔

”تم جا کر ریمان انور کو لے آؤ۔“

”جی اچھا“ اس نے کہا اور چلا گیا۔

”اس کا مطلب ہے۔۔۔ ہمارے پاس وقت اب بہت کم رہ

گیا ہے۔۔۔ معاہدہ اگر ہم نے اسے دے دیا تو حیرت کمان سے نکل جائے

گا۔۔۔ پھر ریمان انور کی دولت اسے نہیں مل سکے گی۔۔۔ ہاں ناول ضرور

اس کا ثابت ہو جائے گا۔۔۔ جب کہ ہم سب چاہتے ہیں۔۔۔ ناول اس کا

ثبوت ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے حصے کی دولت بھی اسے ملے۔“

”لیکن ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔“

”سوچو۔۔۔ غور کرو۔۔۔ آخر وہ کون ہے۔۔۔ وہ کون ہے۔۔۔ وہ

کون ہے۔“ شوکی چلا اٹھا۔

اس نے اپنے بال مٹی میں بکڑ لیے، اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔

اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا۔۔۔ وہ بری طرح اچھلا۔۔۔ اس کے

چہرے پر حیرت کی بجلی چمکی۔۔۔ اسے یوں لگا۔۔۔ جیسے اس کے دماغ میں

اچانک ایک جھرا کا ساہو اہو۔۔۔ وہ بلند آواز میں چلا اٹھا:

”وہ مارا۔۔۔ میں نے جان لیا۔۔۔ وہ کون ہے۔“

”کیا مطلب۔۔۔ کون ہے وہ۔“

”اور واقعی اس کے پاس ثبوت بھی موجود ہے۔۔۔“

”یہ بات کیسے جان لی بھائی جان۔“ آفتاب نے ہلکا کر

پوچھا۔

”جیسے ہی اس کا نام ذہن میں آیا۔۔۔ ساری بات صاف ہو

گئی۔۔۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اسے تلاش کیسے کریں۔۔۔ ہم نہیں

جانتے وہ کہاں رہتا ہے۔۔۔“

”پہلے یہ تو بتائیں۔۔۔ وہ ہے کون؟“ اخلاق نے بے یقین ہو

کر کہا۔

”میں اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔۔۔ انہوں نے دروازہ

کھولا تو اکبر راہور کھڑے نظر آئے...

"کمال ہو گیا انگل۔"

"اچھا... وہ کیسے؟"

"ہم نے جان لیا... وہ بلیک میٹر کون ہے۔"

"کیا... کیا واقعی؟" وہ چلائے۔

"جی ہاں انگل۔"

"بہت خوب... جلد ہی بتاؤ... وہ کون ہے۔"

"لیکن انگل... ہمیں نہیں معلوم... وہ کہاں رہتا ہے۔"

"اوہ... یہی پہلے تم نام تو بتاؤ۔"

"میں اس وقت کھٹی پھر گیا۔"

☆☆☆

تیسرے

دروازہ کھولا گیا، اس بار دیکھان انور اور اخلاق آئے تھے...

"ابھی بھی یہ اہم ترین خبر سنائی گئی..."

"اور... وہ کون ہے؟" دیکھان انور چلا اٹھا...

"بتا دوں انگل۔" شوکی مسکرایا۔

"ہاں بھی... بہت سسپنس محسوس ہو رہا ہے۔" اکبر راہور

بے تابانہ انداز میں بولے۔

"بلکہ مارے بے چینی کے برا حال ہے۔"

"تب پھر اس کا نام سننے کے لیے خود کو تیار کر لیں... ویسے

مجھے افسوس ہے... اس کا نام ذہن میں اتنی دیر سے کیوں آیا... بہت

پہلے آ جانا چاہیے تھا... اس کا نام ہے افضل شیرازی۔"

"کیا!!!!" وہ سب بری طرح اچھلے... آنکھوں میں حیرت

ی حیرت نظر آئی، منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"ہاں! وہی افضل شیرازی جسے سات جولائی کو احسان عادل

خط لکھ رہے تھے... اور ان لحاظ میں دیکھان انور ان کے دختر میں

واضل ہوئے تھے... عدالت میں ہم نے افضل شیرازی کو نکلتے جانے والے خط کا ذکر کیا تھا۔ لیکن احسان عادل کے ڈاک کے رجسٹر میں یہ نام ساتھ جولا کی فی ڈاک میں درج نہیں تھا۔ اس لیے ہماری بات نہ بن سکی... لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے... یہ افضل شیرازی اس روز عدالت میں تماشائی کی حیثیت سے تھا... اس کے پاس ساتھ جولا کی کا تحریر کردہ خط موجود ہے... اور وہ خط ہی احسان عادل کے خلاف بہت بڑا ثبوت ہے... "شوکی پر زور انداز میں کہتا چلا گیا۔

"بہت خوب شوکی... بہت شان دار... حرا آ گیا... کمال ہو گیا... ہم اس چھپے رستم کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے... افسوس!" اکبر راہور نے پر جوش انداز میں کہا۔  
"نفل... لیکن... ہم اس تک کیسے پہنچیں..." آفتاب نے پریشان ہو کر کہا۔

"ایک منٹ... افضل شیرازی ضرور کوئی ادنیٰ آدمی ہے... اور ادنیٰ آدمیوں سے اس کا پتا چل سکتا ہے..."  
"اوہ... بالکل ٹھیک بالکل..."

"اور میرے کئی ادنیٰ آدمی واقف ہیں... میں نے ان کے مقدمے لڑے ہیں... بس تم دیکھتے جاؤ..."  
یہ کہہ کر انہوں نے فون اپنی طرف سرکالیا اور نگے ادھر ادھر فون کرنے... آخر ایک ادنیٰ آدمی نے کہا۔

"ہاں میں افضل شیرازی کو جانتا ہوں... وہ شاعر

912۔ نڈاؤن میں رہتا ہے..."

"بہت بہت شکریہ جیاب۔" انہوں نے کہا اور فون بند کرتے ہوئے بولے۔

"لو بھیجی... بن گیا کام... اب پہلے انسپکٹر کا شان کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی... نڈاؤن ہے بھی انہی کے ملائے میں..."  
"واہ! یہ اور حرسے کی بات ہوگی..." آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

پھر سب انسپکٹر کا شان وہاں آ گئے... انہیں ساری بات بتائی گئی... انہوں نے فوراً چند ماتحتوں کو بلا لیا... اب سب نڈاؤن کی طرف روانہ ہوئے... آخر افضل شیرازی کے دروازے پر دستک دی گئی... دروازہ ایک نوجوان آدمی نے کھولا... وہ ان سب کو دیکھ کر بہت بری طرح اچھلا... اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... اس نے اندر کی طرف مڑ جانا چاہا... لیکن سب انسپکٹر کا شان کے ماتحتوں نے اسے جکڑ لیا:

"آپ تو بڑے چھپے رستم نفلے... ہم سب کو بچا کر رکھ دیا..."  
افضل شیرازی کے منہ سے کچھ نہ نفل سکا۔  
"وہ خط کہاں ہے..." سب انسپکٹر کا شان سخت لہجے میں بولے۔

داخل ہوئے۔ "ان... اندر... میرے کمرے میں... میری دراز میں... اس نے ہلکا کر کہا۔

پردہ کرانے کے بعد وہ اندر داخل ہوئے... میری دراز سے خط نکالا... یہ خط احسان عادل نے افضل شیرازی کو لکھا تھا۔ اس کے ساتھ جولاہی تاریخ اور جملی... یہ ثبوت لے کر وہ اسی وقت بیچ مقام رسول صاحب کی کوٹھی پہنچے... ملاقات ہوئی... انہوں نے وہ خط ان کے سامنے رکھ دیا... وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"اے مالک... میں تو بالکل غلط فیصلہ سنانے والا تھا... یہ شخص تو پکا فراڈ تھا..." انہوں نے کہا اور احسان عادل کی گرفتاری کا حکم لکھ دیا۔

وہ متعلقہ تھانے پہنچے... انسپکٹر پولیس نے اپنے ماتحتوں کو ساتھ لیا اور احسان عادل کی کوٹھی پہنچے... احسان عادل جب کوٹھی سے باہر نکلے تو ان کا رنگ اڑ گیا... باہر نہ صرف پولیس موجود تھی... بلکہ ریمان انور، اکبر راجپور اور شوکی برادر بھی کھڑے تھے۔

"آپ کے جرم کا پردہ فاش ہو گیا ہے جناب! یہ رہا وہ خط جو آپ نے سات جولاہی کو افضل شیرازی کو لکھا تھا... اب اگر ریمان انور سات جولاہی کو آپ کے دفتر میں نہیں آئے تھے... تو انہیں کیسے معلوم ہو گیا آپ افضل شیرازی نامی کسی آدمی کو خط لکھ رہے تھے... لہذا بیچ صاحب نے آپ کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے... آپ کو

گرفتار کیا جاتا ہے۔"

"نہیں... نہیں... احسان عادل بہت زور سے

چلا گیا۔

پھر اس کا سر جھک گیا... ہاتھوں میں چھتری پینا دی... تین دن بعد اکبر راجپور کوٹوں کا ایک بہت بڑا ہنڈل اٹھائے ریمان انور کے گھر میں داخل ہوئے... شوکی برادر ان کے ساتھ تھے... "ریمان انور صاحب! یہ ہے آپ کا حق... جو احسان عادل نے آپ کے لیے اب تک کمایا ہے... اور آپ کے گھر کے باہر اس وقت تین عدد پبلشر موجود ہیں... ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ آپ اپنا عادل انہیں اشاعت کے لیے دے دیں... یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے... کہ عادل کسے دینا ہے... کسے نہیں... بہر حال ہماری طرف سے آپ کو بہت بہت مبارکباد۔"

"مبارکباد کے قابل تو آپ لوگ ہیں... ورنہ مجھے تو میرا بادل کی صورت نہیں مل سکتا تھا۔"

"اور یہ دولت بھی..." آفتاب مسکرایا۔ "اس کی میں نے خواہش نہیں کی تھی... میں تو صرف یہ چاہتا تھا... میرا بادل میرے نام سے شائع ہو اور میں... یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے... ان آنسوؤں کی وجہ سے سب لوگوں کے چہرے دھنک اٹھے۔



## اقوال زریں

ہذا اصل نیکی وہ ہے جو ہر ہی کے جواب میں کی جاسے۔ (حضرت عمر)  
 ہذا اچھے کام کیلئے کسی خاص وقت کا انتظار نہ کرو بلکہ اسے فوراً شروع  
 کرو۔ (حضرت ابو ذر)

ہذا جو اللہ کا وقار نہیں وہ کسی سے وقا نہیں کر سکتا۔ (امام غزالی)  
 ہذا آپ خود کو دیانت دار بنانے کے بعد یقین کر لیں کہ دنیا میں ایک  
 بے ایمان کی کمی ہو گئی ہے۔ (برہنہ شاہ)

ہذا مشورہ ہمیشہ دانا شخص سے کریں۔ (اقلیدس)  
 ہذا خدا کے نزدیک حکماء کے افعال کی اہمیت ہے ان کے اقوال کی  
 نہیں۔ (فتح غورث)

ہذا اگر کچھ بیٹھا چاہے ہو تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ (محمد علی جناح)

## دعوتِ ہنسی

ایک صحافی نے ایک سابق فوجی کا استرواح لیتے ہوئے پوچھا:

”آپ کو یہ دلم کیسے آئے؟“

فوجی بولا: جنگ کے دوران ایک بم میرے قریب آ کر گر ا تھا۔  
صحافی:

”تو کیا وہ بم پھٹ گیا تھا؟“

فوجی نے جمل کر کہا:

”نہیں، اس نے گھر تک میرا پیچھا کیا اور کاٹ کر بھاگ گیا۔“



چند نوجوان ایک جگہ پر انگریزی ڈانس کر رہے تھے کہ اتنے میں دو کتوں

کا ادھر سے گزر ہوا۔ ایک کتے نے دوسرے سے پوچھا:

”یہ کیا کر رہے ہیں۔“

دوسرے نے جواب:

”مجھے نہیں معلوم، مگر جب قتل ایسا کرتا ہوں تو میرا مالک مجھے بد ہنسی

دور کرنے کی دوا پلاتا ہے۔“

